

بسم اللہ

چار سول اللہ

۹۶

خبریں اندر شہر بہترین شہر نو زبان یک نظم
قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین

سینوں کو منور کرنیوالی کتاب مستطاب
المعارف

حضرت ابوالکلام آزاد

صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم
حضور کے نور ہونے کا ثبوت

آز تالیف غلام غلامان دربار شاہ لاشانی

محمد عارف صاحب غنی غنہ (دودنی)

مدرس اسلامیہ ہائی سکول نارووال

سنگھوٹہ ٹوٹو

منع

قَدَمُ

یہ کتاب محرم الحرام ۱۳۳۸ھ میں تالیف ہوئی اور یہ ایام
 شہدائے کربلا کے عشق و پیار کی یادگار ہیں۔ لہذا میں یہ انمول
 جواہر آبدار کی لڑیوں کا ہار اور ان سدا بہار گلہائے خوشدوار کی بہار مبارک
 بدیہ قرۃ عین رسول نخت جگر نبول شاہسوار میدان عشق و ولاشاہبار افرج
 صبر و رضا مجسمہ صدق و صوابیکہ علم و فاجوب علی ترضی حبیب حبیب خدا مقبول
 خالق کبریا سید الشہداء شہید کربلا امام ہمام عالمی مقام سیدنا و مولانا ابو عبد اللہ
 حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ و ارضاء عنک کے حضور پیش کرتا ہوں۔
 ۱۔ اگر قبول افتد رہے عز و شرف،
 (محمد عبدالحق صابر عفی عنہ)

فہرست ابواب و مضامین کتاب خدا

نمبر شمار	ابواب و مضامین	صفحہ	نمبر شمار	ابواب و مضامین	صفحہ
(۱)	کن کتابوں سے مدد لی گئی	۶	۳۳	سورج - چاند حضورؐ سے روشنی لیتے	۳۳
(۲)	نعت شریف	۷	۳۴	بشریت ختم - نور ہی نور ہو گئے۔	۳۴
(۳)	خطبہ و تنبیہ	۸	۳۷	خلقت نور	۳۷
(۴)	اقوال بزرگوار	۱۰	۳۵	سب سے پہلے حضورؐ کا نور	۳۵
(۵)	مؤمنین کی بڑی جماعت حق پر	۱۲	۳۶	حدیث اول ما خلق اللہ نور ہی	۳۶
۱	امت نور	۱۵	۳۸	حضورؐ اول - آخر - ظاہر - باطن ہیں۔	۳۸
۲۱	مثیل نذرہ کی تفسیر	۲۱	۳۹	اصل نور	۳۹
۲۳	حضورؐ پر نور کا اطلاق	۲۳	۴۰	حضورؐ کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے ہے	۴۰
۲۴	حضورؐ کا نام نور	۲۴	۴۱	سب انبیاء کا نور حضورؐ کے نور سے	۴۱
۲۵	حضورؐ کا نام سراج	۲۵	۴۲	حضورؐ جسکے ستارے	۴۲
۲۶	حضورؐ سورج سے بڑھ کر نورانی	۲۶	۴۳	جبریلؑ نے ایک ستارہ ستر ہزار بار دیکھا	۴۳
۲۷	والفجر حضورؐ ہیں۔	۲۷	۴۵	نسب نور	۴۵
۲۸	والنجم حضورؐ ہیں۔	۲۸	۴۵	آدمؑ کی نورانی پیشانی	۴۵
۲۹	حضورؐ سارا نور	۲۹	۴۶	فرشتوں کا سجدہ بوجہ نور محمدؐ	۴۶
۳۰	والفجر حضورؐ ہیں۔	۳۰	۴۷	حدیث ثلاث لما خلقت الافلاك	۴۷
۳۱	النجم الثاقب حضورؐ ہیں۔	۳۱	۴۸	شیثؑ کے ماتھے میں نور محمدؐ	۴۸
۳۲	طہ حضورؐ کا نام	۳۲	۴۹	حضورؐ کا ایک دادا نذر نام۔	۴۹
۳۳	حدیث نور	۳۳	۵۰	حضورؐ کا دادا عبد مناف۔	۵۰
۳۴	حضورؐ کا نور ہر گھڑی تیری پر	۳۴	۵۱	حضورؐ کا دادا ہاشم نام	۵۱
۳۵	روزانہ سورج کے برابر نور بڑھتا ہے۔	۳۵			

نمبر شمار	الاب و مضامین	صفحہ	نمبر شمار	الاب و مضامین	صفحہ
۵۰	حضور کا دادا عبد المطلب	۵۰	۵۱	حضور کا باپ عبد اللہ قریش کا یوسف	۵۱
۶	ظہور نور	۵۲	۵۲	ابن کتاب کی ہر روایت مردود نہیں	۵۲
۵۳	حضور پیدا ہونے کی خبر	۵۳	۵۴	بت لٹے گئے۔ درخت سے پڑ گئے	۵۴
۵۵	وقت ولادت تارے لشک آئے	۵۵	۵۶	چودہ کنگرے گئے اس پر بخت	۵۶
۵۷	حضور کی ہر سنی حدیث شروع بخیر	۵۷	۵۸	چاند کا کھلنا آیا	۵۸
۷	چہرہ نور	۶۲	۵۹	چہرہ چاند کا ٹکڑا	۶۲
۸	اعضائے نور	۸۳	۶۰	شیر لباس میں جلوہ محبوب	۶۳
۸۴	جبین اور - نورانی ناک -	۸۴	۶۱	چمکلا رنگ تھا	۶۴
۸۵	گردن مبارک - سینہ مبارک -	۸۵	۶۲	چہرہ سامنے آیا سورج نکل آیا	۶۵
۸۶	شکم اظہر - پنڈلی وغیرہ -	۸۶	۶۳	چاند سے بڑھ کر محبوب	۶۵
۹	بے مثل نور	۸۹	۶۴	مہ جبین میں سورج جاری	۶۶
۹۰	جو حضور کو بے مثل نہ جانے مومن	۹۰	۶۵	چہرہ نورانی دائرہ قمر	۶۶
۹۱	کمال نہیں	۹۱	۶۶	چہرہ مثل آئینہ	۶۸
۹۲	حضور صوب و چاند زیادہ نافع	۹۲	۶۷	بے نصیب زیارت پر دلی	۶۸
۹۳	یوسف کا حسن حضور کا بعض ہے	۹۳	۶۸	نورانی چہرے سے سوئی میں دھاگا	۶۹
۹۴	حضور کا پورا حسن ظاہر نہ ہوا	۹۴	۶۹	صرف چہرہ چھ کر مسلمان بن گئے	۷۰
۹۵	بشہر کہنے والا حضور کی حقیقت	۹۵	۷۰	چہرہ درقہ قرآن	۷۳
۹۶	نہیں سمجھا	۹۶	۷۱	اشعار حضرت عائشہ رض	۷۴

نمبر شمار	ابواب رمضان	صفحہ	نمبر شمار	ابواب رمضان	صفحہ
۱۰	کلام نور	۹۷	۱۵	سایہ نور	۱۲۸
	کلام فراتے تو نور نکلتا -	۹۸		حضور کی قبر اطہر خوشبودار	۱۲۲
	کلام پاک جواہرات کی لڑیاں	۹۸		نور پینے سے سدی عمر خوشبو نہ گئی	۱۲۳
۱۱	مبسم نور	۹۹		بیدہ فاطمہ کا شعر تربت اطہر کی خوشبو	۱۲۳
	سُکراتے تو دیوار پر چمک پڑتی	۹۹		اخوانی قبر رسول پر	۱۲۴
	گھر میں آتے تو ہنستا چہرہ آتے	۱۰۰		قبر رسول اہد قبور اولیاء کا چومنا	۱۲۶
	حلیہ نہ کو سُکرا کر دیکھا -	۱۰۱			
۱۲	شمع نور	۱۰۱	۱۶	ویدار نور	۱۳۶
	طفیل دوسری کا چاہک نورانی	۱۰۲		حضور ایک وقت میں کئی جگہ -	۱۳۷
	قتادہ نہ کا چہرہ نورانی	۱۰۳		مشائخ نے آپ کو بیداری میں دیکھا -	۱۳۸
	زیب کا روشن چہرہ	۱۰۴		آنکھ جھپکنے جتنا عرصہ آپ پوشیدہ نہیں	۱۳۹
۱۳	مدینہ نور	۱۰۷	۱۷	آل نور	۱۳۹
	مدینہ کی ہر شے نورانی	۱۰۷		بیدہ فاطمہ کا نور	۱۴۰
	عشق کیلئے مدینہ میں انوار	۱۰۸		امامین حسین و حسین کا نور	۱۴۱
۱۴	خوشبوئے نور	۱۰۹		جناب حسین کے چہرے سونے میں چھکا	۱۴۱
	خوشبودار بھیلی مبارک	۱۰۹		چار بار کا نور	۱۴۱
	ام سلمہ پوسینہ جمع کرتی ہیں	۱۱۰		حضور کی کسی ایک صفت کا انکار کفر	۱۴۲
	مدینہ کے راستے خوشبودار ہو گئے	۱۱۱		اساتے محمد بن کرام و شایخ عظام	۱۴۲
	کوئل خوشبودار ہو گیا -	۱۱۱			
	لول دہراز کی جگہ خوشبودار	۱۱۳			
	استنجائے حقیر خوشبودار	۱۱۵			
	عقبہ بن فرقد کا بدن خوشبودار	۱۱۸			

تالیف کتاب ہذا میں ان کتابوں سے مدد لی گئی !

نام کتاب	صفحہ	نام کتاب	صفحہ	نام کتاب	صفحہ
شرح اشفاط علی قاری	۳۵	ترمذی شریف	۱۸	تفسیر ابن عباس مصری	۱
خصائص الکبریٰ بیہقی	۳۶	نسائی شریف	۱۹	تفسیر روح المعانی مصری	۲
سیرت حلبیہ مصری	۳۷	سنن ابن ماجہ	۲۰	تفسیر روح البیان	۳
روض لائق امام سمیعی	۳۸	سنن ابن داؤد	۲۱	تفسیر کبیر مصری	۴
انوار المحمدیہ نجمانی	۳۹	مشکوٰۃ شریف	۲۲	تفسیر ابن جریر مصری	۵
مدارج النبوت شریف	۴۰	شمائل ترمذی	۲۳	تفسیر خازن مصری	۶
معارف النبوت شریف	۴۱	یعنی شرح بخاری	۲۴	تفسیر مدارک مصری	۷
احیاء العلوم غزالی	۴۲	فتح الباری شرح بخاری	۲۵	تفسیر ابوالسعود مصری	۸
مکتوبات شریف مجدد	۴۳	لؤدی شرح مسلم	۲۶	تفسیر بیضاوی مصری	۹
استیعاب علمہ ابن السیر	۴۴	زہد الری شریف نسائی	۲۷	تفسیر صاوی مصری	۱۰
فیوض الحرمین شاہ ولی اللہ	۴۵	ہندی شرح نسائی	۲۸	تفسیر غرائب القرآن مصری	۱۱
مرصاد العباد بحکم الدین کبیری	۴۶	کشف الحاجہ شرح ابن ماجہ	۲۹	تفسیر حلالین شریف	۱۲
روض الریاضین یافعی	۴۷	سادی شرح شمائل مصری	۳۰	تفسیر حسینی فارسی	۱۳
تہ الشہداء میں شاہ عبدالغفر	۴۸	جمع الوسائل بشرح الشامی	۳۱	تفسیر عزیزی پارہ عم	۱۴
خزینۃ المجالس مصری	۴۹	موضوعات کبیر طاعلی قاری	۳۲	تفسیر موضع القرآن	۱۵
نور الابصار مصری	۵۰	مواہب الدنیہ معہ زرقانی	۳۳	صحیح بخاری شریف	۱۶
		شفا شریف معہ شرح نسیم الریاض	۳۴	صحیح مسلم شریف	۱۷

نعت شریف

ہے منطق قال اللہ لبہ محمدؐ	ایقینہ حق ہے رخ زیبائے محمدؐ
ہے مشعل لمعۃ سمر پائے محمدؐ	وہ نور خدایہ منظر انداز الہی
اک برق تجلی قدس سغائے محمدؐ	بے سایہ ہو وہ سایہ حق جسم مبارک
جس سے پیارا یہ گزراے محمدؐ	وہ کوچے وہ بازار مول خوشنوی معطر
ملجائے اگر خاک کفن پائے محمدؐ	میں جو کم کے قربا جاؤں انھوں نہیں گواں
قربان خفیں عویریں شب اسرار محمدؐ	براق پریشان سے آیا ہے یہ دو طہا
محبوب پیارے سر وہ آئے محمدؐ	نصا حکم قدم چومو اٹھو در و فرشتو!
ہو دافع بلا گنبد خضرائے محمدؐ	ہے قاضی حاجات وہ سرکار مدینہ
سوداں نہیں ہر سے سودا محمدؐ	سُن نعت تڑپ اٹھا بھلا کون ہر دیکھو

ہے درد بھی راحت بھی میسر مجھے صابر
ہے جو سے بسی دل میں تنہا محمدؐ

محمد عبدالحق صابر موصوفی عتہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ط

الحمد لله الذي نوراد نوار وفور القلوب والابصار والصلوة والسلام
على من سماه الله نوراً في كتاب الانوار والاسماء النبوية والابرار سيدنا
ومولانا محمد بن النبي المختار وعلى آله واصحابه الذين هم نجوم الالهي والافوار
الى قيام الليل والعباد.

شمع دل مشکوۃ تن سینہ زجاجہ نور کا
تیری صورت کے لئے آیا ہے سورہ نور کا

عرصہ ہوا میرے پیر بھائی سید صاحب مدظلہ العالی نے ارشاد فرمایا تھا کہ
آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل پر کچھ لکھیں۔ سن کر کچھ مدت تک
میں خاموش رہا۔ اسلئے کہ فضائل الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بحر زخار
اور سمندرِ ناپیدا کنار ہے جس کو عبور کرنے سے بڑے بڑے مشاق تیراک عاجز ہو
کر لایمکن الشناہ کہا کرتے تھے۔ اور

دربِ ورطہ کشتی فروشد ہزار
کہ پیدائش شد تختہ برکنار

کے معترف ہوئے۔ مگر مادید رک کلمہ لا یتروک کلمہ کو ملاحظہ رکھتے ہوئے ایک
دن خیال پیدا ہوا کہ اس سمندر سے جو کچھ موتی حاصل ہونگے یا ان طریقیت کی
خدمت میں خصوصاً اور باقی اہل اسلام کی خدمت میں عموماً ہدیہ پیش کر دوں گا۔

نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی بیان سے میرا ایمان
تازہ اور منور ہو جائیگا۔ اور رب غفور الرحیم کی بارگاہ سے اُمید قوی ہے کہ اس

عجالتہ نافعہ کے ذریعہ میرے بیشمار معاصی کی تلافی فرما دے۔ یہ کتاب حشر کو
کو وسیلہ نجات و موجب معیتِ رؤف الرحیم نورِ محسم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بنے۔ آمین۔

نیز میرے بھائیوں کی اولادِ دنیا میں ان کی نشانی رہیگی۔ اور ان میں میری
یادگار یہ کتاب رہ جائیگی۔ میرے بعد یہ کتاب کوئی پڑھیکا۔ تو شاید کوئی خدا
رسیدہ روشن دل میرے لئے دعائے خیر کرے اور ہاتھ اٹھا کر فاتحہ کا ثواب
ایصال کرے۔

میں کچھ لکھنے والا تھا کہ میرے ایک دوست نے مجھے ایک کتاب دی۔ کسی
مولوی صاحب نے اس میں لکھا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور نہیں تھے
آپ کو نور کہنا درست نہیں۔ آپ خاک سے پیدا ہوئے۔ اور خاکی کو نور کہنا
نہوئے۔ (نورِ بالہ) اس سے پہلے بھی شہرِ نار و وال میں کالج کے ایک پروفیسر
صاحب نے جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریب پر دورانِ
تقریر میں یہ کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور کہنا آپ کی توہین ہے۔ جلسہ
میں میں بھی موجود تھا۔ یہ الفاظ اپنے کانوں سے کانٹوں کے اکثر تعلیم یافتہ گریجویٹ
ایم۔ اے۔ بی۔ اے۔ حضرات جن کی تمام عمر انگریزی کتابوں کے مطالعہ میں گزر
جاتی ہے۔ جب دیکھو کوئی انگریزی کتاب ہاتھ میں یا انگریزی اخبار نہ دینی اور نہ
نذہبی کتابوں سے دلی تعلق نہ ان کا شوق بیچارے عموماً عربی زبان سے بے
بہرہ ہوتے ہیں۔ اردو زبان میں چند نذہبی کتابیں پڑھ لیں۔ بس مقرر بن گئے۔
لئے اسلام کے متعلق تقریریں کرنے۔ اور اہل محبت علمائے کرام پر اعتراض کرنے

عربی پروفیسروں نے عربی ادب کے علاوہ دیگر چند کتابیں پڑھ لیں اور عالم دین بن بیٹھے۔ لکے محدثین و مفسرین سلف کو جاہل بنانے خلاف اسلام آیات قرآن اور احادیث شریفہ کے اپنے وضعی معنی سنمانے۔ علم دین کے لئے تو اکثر کتابوں کے مطالعہ کی ضرورت ہے۔ کتب تفسیر و احادیث اور شروح احادیث کتب فقہ۔ اصول فقہ۔ اصول حدیث و تفسیر وغیرہ۔ اکثر انگریزی خواں نہ پڑے علم دین سے واقف نہ مستند کتب دین کا مطالعہ نہ معتبر کتابوں کے نام یاد نہ ان کے مصنفین محدثین کی جلالت شان سے واقفیت نہ پھر ایسے لیکچرار کو کسی شیخ کامل سے تعلق نہیں ہوتا۔ کسی درد بھرے شیخ کی خدمت میں جانا نصیب نہیں ہوتا بلکہ مشائخ زمانہ سے نفرت ہوتی ہے۔ ایسے داغ خط مولوی اور لیکچرار پروفیسر کی بے مزہ تقریر و غلط میں روکھے الفاظ پھیکا بیان بے درد داستان مشائخ پر طعن اولیا عظام پر بہتان انبیائے کرام کی تنقیص شان یہ ہے ان کا داغ خط۔ ایسی تقریر اور ایسی ہی تجویز ایسوں کی باتیں سن کر میں نے قلم اٹھایا۔ اور حضور سرابا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لاکھوں صفات حمیدہ میں سے صرف ایک صفت نور کا بیان لکھا۔ اکثر کتابوں سے یہ پھول چن چن کر گلہ سستہ بنایا۔ جو انشاء اللہ تعالیٰ اہل محبت کے مشام جان کو تازہ کرے گا۔ اور نور ایمان کو افزونی بخشنے گا۔

اقوال بزرگان

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں یہ مسئلہ قرآن مجید اور حدیث شریف سے دکھاؤ

بزرگوں کے اقوال کے ہم قائل نہیں۔ نہ ہم انہیں تسلیم کرتے ہیں۔ زیادہ تعجب اس
 بات کا ہے۔ کہ بعض لوگ حنفی دیوبندی کہلاتے ہیں۔ اور پھر اپنی کتابوں میں یوں
 لکھتے ہیں۔ کہ اقوال بزرگاں ضروری نہیں۔ یہ بات نص صریح سے ثابت کرد۔ اقوال
 بزرگاں کو یہاں ہم نہیں مانتے۔ بھلا یہ تو بتائیں کہ کونسی نص صریح ہے بزرگ
 جس کے خلاف ہیں۔ نص صریح کو نص صریح تو بزرگوں کے اقوال نے بنایا۔ بزرگوں
 کے اقوال چھوڑ دو۔ تو نہ آیات کے معنی صحیح نہ احادیث کا مطلب درست نہ تمہارے
 ان معنوں کو کوئی ماننے کو تیار۔ کیونکہ حضور مبراہ نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد
 ہے۔ من قال فی القرآن بعلمہ فلیتنبأ مقعدہ فی النار (ترمذی) جس نے قرآن
 مجید میں اپنے علم سے کچھ کہا۔ پس اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ دوسری حدیث میں
 ہے۔ من فسر القرآن برایہ فلیتنبأ مقعدہ فی النار۔ جس نے قرآن مجید کی
 تفسیر اپنی رائے سے کی اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ تیسری حدیث میں ہے۔ من
 قال فی القرآن برایہ وصاب فقد اخطأ (ابوداؤد) جس نے قرآن مجید میں اپنی
 رائے زنی کی۔ اگر درست بھی کہا پھر بھی خطا کی۔ ان تین احادیث سے ثابت ہوا۔ کہ
 قرآن مجید کے معنے کرنے میں اپنی رائے سے کام لینا جہنمی کی نشانی ہے۔ یعنی ایسی رائے
 اور ایسے معنے جو آج تک کسی صحابی کسی محدث کسی مفسر نے نہ کئے ہوں۔ بلکہ من گھڑت
 ہوں۔ ان کے مخالف ہوں۔ تو وہ معنے نامقبول اور ناجائز ہیں۔ تو بتاؤ اقوال بزرگاں
 کی ضرورت پڑی یا نہیں۔ پس جو لوگ یہ کہتے ہیں۔ کہ ہمیں اقوال بزرگاں کی ضرورت
 نہیں۔ انہیں غور کرنا چاہیے۔ کہ آیت قرآن مجید کے معنے اپنی رائے سے نہیں
 کر سکتا تو آیت شریفیہ کے معنے کے لئے جمہور مفسرین کی رائے کی ضرورت پڑی۔

اور اقوالِ بزرگاں کو ماننا پڑا۔ اِن اقوال کو چھوڑ کر اِن کے خلاف اپنی رائے پر آیتِ پاک کے معنے کر لیا تو جہنمی بن گیا۔

اب رہی حدیثِ اس کے لئے بھی اقوالِ بزرگاں کی سخت ضرورت ہے۔ بلکہ اپنی رائے سے تو کسی عبارت کو بھی حدیث نہیں کہہ سکتا۔ جب تک کہ اقوالِ بزرگاں نے اسے حدیث ثابت نہ کیا ہو۔ حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
 مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعِدًّا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ فِي النَّارِ (جس نے مجھ پر عداً جھوٹ بولا
 اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے) پھر کیسے معلوم ہو۔ کہ یہ حدیث آپ کی حدیث ہے یا وضعی۔ سچی حدیث ہے یا جھوٹی۔ اس پر علمائے کرام نے اصولِ حدیث مقرر کئے۔ تاکہ اِن اصول کے ماتحت سچی اور جھوٹی حدیث کی پہچان ہو سکے
 اصولِ حدیث کے تحت راویانِ حدیث کے اخلاق و اطوار کی بڑی چھان بین کی۔ اسماء الرجال کی ضخیم کتابیں لکھ دیں۔ علمِ حدیث میں بڑی تحقیق سے کام لیا۔ حدیث کی کئی اقسام مقرر کیں۔ مرفوع۔ متواتر۔ مرسل۔ معضل۔ منقطع۔ صحیح۔ حسن۔ ضعیف احاد وغیرہ۔ گویا حدیث کا اندازہ لگا لیا۔ یہ ایسی ہے یہ ایسی ہے۔ تو یہ اصولِ حدیث کس نے مقرر کئے۔ یہ راویانِ حدیث کی پڑتال کس نے کی۔ انہیں سچا۔ جھوٹا کس نے معلوم کیا۔ یہ اقوالِ بزرگاں سے ہی پتہ چلا۔ صحیح و ضعیف حدیث کس نے بتائی۔ اقوالِ بزرگاں نے تو پھر اقوالِ بزرگاں کے بغیر کوئی چارہ ہے ؟ اِن کو چھوڑ کر آخرت میں چھپکارا ہے ؟ ہرگز نہیں۔

قرآنِ پاک میں ہے۔ مَنْ يَشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ

لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُوْمِنِيْنَ ۖ اُولٰٓئِكَ مَا تُوْنٰى وَنُقَلِّبُ ۖ هَٰٓجَمَ
وَسَاعَتٌ مُّضِيْرَةٌ

ترجمہ - جس نے رسولؐ کی مخالفت کی اس کے بعد ہدایت اس کے لئے ظاہر ہو چکی
اور مومنین کی راہ کے خلاف چلا ہم اُسے پھرتے ہیں۔ جدھر وہ پھر گیا اور ہم اُسے
جہنم میں لے جائیں گے اور وہ بُری جگہ ہے۔

فائدہ - اس آیت مبارکہ سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت منع ہے۔

۲۔ ہدایت ظاہر ہو چکی۔ یعنی قرآن و حدیث۔

۳۔ مومنین کی مخالفت بھی منع (اس سے مراد علمائے کرام ہیں)

۴۔ ان سب کا مخالف جہنمی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت قرآن و حدیث
پر عمل ہے۔ اور مومنین یعنی علمائے کرام محدثین اور مجتہدین فقہائے
عظام کی راہ بھی یہی قرآن و حدیث۔ راہ صرف ایک ہے۔ یعنی قرآن و
حدیث۔ پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کا لفظ علیحدہ علیحدہ
کیوں فرمائے۔ ایک ہی لفظ رسول کافی تھا۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
مگر فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة (حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی
نہیں ہوتا) دونوں لفظ لانے میں یہ حکمت ہے۔ اور یہ بتانا مطلوب
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے ساتھ مومنین
کا اتباع بھی ضروری ہے۔ اور یہ ایک ہی چیز ہے۔ اور دونوں لازم و

ملزوم ہیں۔ یعنی اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کا دعویٰ کرتا ہے۔ اور مومنین کے اقوال کے خلاف اس کا عمل ہے تو حقیقت میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہے۔ کیونکہ مومنین کے خلاف ہونا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ جیسا کہ مومنین فقہاء و محدثین نے سمجھا اور امام ترمذی نے اپنی جامع ترمذی میں کہا بھی ہے۔ کذا اللہ قال الفقهاء وحمدہ اعلمہ بمعانی الحدیث (کتاب الجہاد) (فقہائے اہل سنت سے اسی طرح کہا ہے۔ اور وہ حدیث کے معانی خوب جانتے ہیں) یعنی سب سے زیادہ حدیث کا صحیح مطلب سمجھنے والے اور اصلی مفہوم جاننے والے فقہاء ہیں۔

پس ثابت ہوا۔ کہ حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی ہدایت (قرآن و حدیث) کو سمجھنے کے لئے اقوال بزرگماں کی سخت ضرورت ہے۔ اور مومنین جمع مومن کی ہے۔ جس سے جماعت مومنین کا اشارا نکلا۔ یعنی جدھر جماعت مومنین علمائے کرام کی زیادہ ہے۔ وہ راہ صحیح ہے۔ حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی ارشاد فرمادیا۔

ید اللہ علی الجماعۃ (ابن ماجہ) جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے۔ جو اس کی شان کے لائق ہے۔ یہ بھی فرمایا۔ لا تجتمع امتی علی الضلالة (ابن ماجہ) میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی۔ اور ایک اور حدیث میں ہے اتبعوا السواد الاعظم من شذذ فی النار (بڑی جماعت کی پیروی

کرد جو اس بڑی جماعت سے غلط ہو جہنمی ہے)

ثابت ہوا۔ کہ علمائے کرام مومنین کی بڑی جماعت جس طرف ہے وہی راہ صحیح ہے۔ وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی راہ ہے۔ پس اقوال بزرگان کو پھوڑنے والا صحیح راہ کے خلاف ہے۔ اب آیات قرآن اور احادیث شریفہ کے معانی میں بزرگوں کے اقوال سنو۔ اور انہیں تسلیم کر کے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے اپنا ایمان نورانی بناؤ۔

آیت نور

یہ کتاب کن میں آیا طرفہ آیت نور کا
غیر قائل کچھ نہ سمجھا کوئی معنی نور کا

اللہ تعالیٰ نے نور کا اطلاق قرآن پاک میں اپنی ذات پاک پر بھی فرمایا
اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ (اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے) اور قرآن پاک کو بھی نور فرمایا۔ وَاتَّبِعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ (اور اس نور (قرآن) کی اتباع کرو جو حضور کے ساتھ نازل کیا گیا) اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی قرآن پاک میں نور فرمایا۔ فرمایا قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ (بے شک آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور کتاب مبین) اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تم پر

دو چیزیں انعام کیں۔ نور اور کتابِ مبین۔ نور ایک چیز ہے۔ کتاب مبین
 دوسری چیز۔ قرآن مجید کو بھی اگرچہ اللہ تعالیٰ نے نور کہا ہے۔ مگر جمہور
 مفسرین اور محدثین کی یہی رائے ہے۔ کہ اس آیت مبارکہ (قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ
 نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ) میں نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
 ہیں اور کتاب سے قرآن پاک۔ نور اور کتاب میں واو عاطفہ ہے۔ نور معطوف
 علیہ اور کتاب معطوف۔ معطوف اور معطوف علیہ میں مغائرت ہوتی ہے یعنی
 دو نو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ مثلاً جَاءَ زَيْدٌ وَبَكْرٌ (زید اور بکر آئے)
 زید اور بکر دو آدمی ہیں۔ ایک نہیں۔ اسی طرح نور و کتاب میں نور اور
 کتاب دو جدا جدا چیزیں بیان ہوئیں۔ اگرچہ قرآن پاک بھی نور ہے مگر اس
 آیت مبارکہ میں نور سے مراد حضور ہی ہیں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور کتاب
 سے مراد قرآن مجید ہی اکثر مفسرین کی رائے ہے۔ سنئے !

۱۔ آیت مذکورہ کی تفسیر میں حضرت شاہ عبد القادر محدث دہلوی علیہ الرحمۃ
 اپنی تفسیر موضح القرآن ص ۱۰۲ میں یوں لکھتے ہیں۔

”تحقیق آتی تم کو اللہ کی طرف سے ایک روشنی کہ کفر کی تاریکی کو دور کرتی
 ہے۔ اور کتاب ظاہر کرنے والی احکام شریعت کو۔ روشنی محمد صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم ہیں۔ اور کتاب قرآن ہے۔“

۲۔ علامہ ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی تفسیر روح المعانی مطبوعہ
 مصر جلد ۱ ص ۸۸ تحت آیت نور فرماتے ہیں۔ (قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ)
 عظیمہ و نور الانوار والنبی المختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والی هذا

ذهب قتادہ والزجاج (ترجمہ :- یقیناً تمہارے پاس آیا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے
 نور عظیم اور وہ تمام ہندوں کے نور اور مختار نبی ہیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مفسر قتادہ اور
 علامہ زجاج نے اسی معنی کو لیا۔ وقال الطیبی انہ اوفق (علامہ طیبی شاح مشکوٰۃ نے
 فرمایا یہی معنی زیادہ موافق ہیں) ابو علی جبائی اور زحشری مقرر فی نے نور اور کتاب
 مبین سے قرآن مراد لیا ہے جس کے بارے میں امام فخر الدین رازی نے فرمایا
 وهذا ضعیف (یعنی یہ قول ضعیف ہے) صاحب روح المعانی تنقیح و تشریح
 کے بعد فرماتے ہیں۔ ولا یبعد عندی ان یراد بالنور والکتاب المبین البنی صلی اللہ
 علیہ وسلم ولا شک فی صحۃ اطلاق کل علیہ السلام (ترجمہ :- میرے نزدیک نور
 اور کتاب مبین دونوں سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لئے جائیں تو کوئی بعید نہیں اور
 ہر ایک صفت مذکورہ کا اطلاق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بلا شک صحیح ہے) یعنی نور
 اور کتاب مبین حضور ہی ہیں۔

۳۳۔ امام فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۳۹ میں یوں لکھا۔
 قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین وفيہ اقوال الاول ان المراد بالنور محمد و
 بالکتاب القرآن (ترجمہ :- بیشک آیا تمہارے پاس نور اور کتاب مبین اور اس
 میں کئی اقوال ہیں) پہلا قول یہ ہے کہ نور سے مراد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
 اور کتاب سے مراد قرآن ہے۔

۳۴۔ تفسیر غرائب القرآن مصری بر حاشیہ تفسیر ابن جریر جلد ۶ ص ۸۷ میں
 قد جاء کم من اللہ نور محمد و اسلام و کتاب مبین هو القرآن (ترجمہ :- آیا تمہارے
 پاس اللہ سے نور یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یا اسلام اور کتاب مبین سے

مراد قرآن مجید ہے۔

تنبیہ :- بعض تفسیر میں نور سے مراد اسلام بھی لیا گیا ہے۔ یعنی بعض علماء نے ایسا سمجھا ہے۔ لیکن یہ کسی تفسیر میں نہیں کہا گیا۔ کہ جن علماء نے نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیا ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ یا حضور کو نور کہنا ناجائز ہے۔ نور کہنا تو بین ہے۔ یہ کسی ایک عالم اور محدث یا مفسر نے نہیں لکھا۔

۵۔ فقہ و حدیث اور تفسیر و تاریخ کے امام علامہ ابن جریر البطری تفسیر ابن جریر مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۹۲ میں اس طرح رقم طراز ہیں :- قد جاءكم من الله نور و کتاب مبين یعنی بالنور محمد ا صلی اللہ علیہ وسلم الذی اذا الله به الحق و اظهر به الاسلام (ترجمہ :- بیشک آیات ہمارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین یعنی نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جن کے طفیل اللہ تعالیٰ نے حق کو روشن کیا اور جن کے صدقہ سے اسلام کو ظاہر فرمایا۔

۶۔ علامہ ابوالسعود الشافعی تفسیر ابوالسعود مصری جلد ۴ ص ۲۶ میں یوں تحریر فرماتے ہیں :- قد جاءكم من الله نور قيل المراد بالاول هو الرسول عليه الصلوة والسلام وبالثاني القرآن۔ (ترجمہ :- آیات ہمارے پاس اللہ کی طرف سے نور۔ علماء کا قول ہے۔ کہ پہلے کلمہ نور سے مراد رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ اور دوسرے کلمہ کتاب مبین سے مراد قرآن مجید۔

۷۔ تفسیر صادی مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۲۱ میں عاشق مصطفیٰ علامہ صادی فرماتے ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور هو النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسمی نوراً کا نہ بنور ابصار وبعین یحائلہ شاد وکانہ اصل کل نور حسی و معنوی۔

ترجمہ :- آیا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس واسطے آپ کا نام نور رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو نورانی بناتے ہیں۔ اور ان کو صراط مستقیم تک پہنچا دیتے ہیں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔ (یعنی سب نور آپ سے نکلے ہیں)۔

۸۔ علامہ بیضاوی شافعی اپنی تفسیر بیضاوی مصری جلد نمبر ۲ ص ۹۲ میں لکھتے ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین و قیل یرید بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ترجمہ :- آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور کتاب مبین۔ علماء کہتے ہیں۔ کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۹۔ علامہ اسماعیل حقی اپنی تفسیر روح البیان مطبوعہ حیدرآباد جلد ۱ ص ۴۸ میں یوں لکھتے ہیں۔ وقد جاء کم من اللہ نور کان نور النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اولی باسمہ النور و هذا کان یقول انا من اللہ و المؤمنون منی ترجمہ :- آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور یہ نور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور آپ زیادہ لائق ہیں کہ آپ کا نام نور ہو۔ آپ اسی واسطے فرمایا کرتے تھے میں اللہ کے نور سے ہوں۔ اور مومن میرے نور سے۔

۱۰۔ قرآن مجید کو سب سے بہتر سمجھنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد

بحائی اور صحابی سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنی تفسیر ابن عباس مطبوعہ مصر ص ۲۷ میں یوں رقمطراز ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور ای رسول یعنی محمد ۱۔ (ترجمہ :- آیاتہارے پاس اللہ کی طرف نور یعنی رسول پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

۱۱۔ تفسیر جلالین شریف ص ۴۷ میں یوں درج ہے۔ قد جاء کم من اللہ نور حوالہ بنی صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ :- آیاتہارے پاس اللہ کی طرف سے نور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۱۲۔ علامہ خازن تفسیر خازن مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۴۴ میں اس طرح رقم پذیر ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم انما سماہ اللہ نور لانہ یجدی بہ کما یقتدی بالنور فی الظلام (ترجمہ :- بیشک آیاتہارے پاس اللہ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے آپ کا نام اللہ تعالیٰ نے نور رکھا کیونکہ آپ سے راہ ہدایت ملتی ہے۔ جیسے نور سے اندھیرے میں راہ ملتی ہے۔

۱۳۔ علامہ نسفی حنفی تفسیر مدارک مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۴۴ میں ایسا لکھتے ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب مبین انور محمد علیہ السلام لانہ یقتدی بہ کما سبی سراجا (ترجمہ :- بیشک آیاتہارے پاس اللہ سے نور اور کتاب مبین نور محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ کیونکہ ان سے راہ ہدایت ملتی ہے۔ جیسا کہ آپ کا نام سراج رکھا گیا۔

۱۴۔ علامہ حسین کاشفی تفسیر حسین میں لکھتے ہیں۔ قد جاء کم من اللہ نور و کتاب

مبین۔ گفتہ اند نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم است و کتاب مبین
قرآن است و بحر الحقائق آدرودہ کہ وجہ تشبیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نور است
کہ اول چیزے کہ حق تعالیٰ بنور قدم از ظلمت کدہ عدم بوجود آورده و نور دے بنور صلی اللہ
علیہ وسلم کہ اول ما خلق اللہ نوری۔ (ترجمہ :- بیشک آیات ہمارے پاس اللہ سے
نور اور کتاب مبین۔ علماء کہتے ہیں۔ کہ نور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں
اور کتاب مبین قرآن ہے۔ اور کتاب بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا نام پاک رکھنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ پہلی چیز جو حق سبحانہ تعالیٰ نے پیدا کی اور اسے
عدم کی اندھیروں سے وجود کی روشنی میں لایا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔
کہ حدیث میں ہے۔ اول ما خلق اللہ نوری (میر نور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے پیدا کیا)
تنبیہ۔ ان چودہ تفسیروں سے اُمت کے چودہ جلیل الشان مفسرین اور شاہیر
عالم علمائے اُمت کی تحریروں سے ثابت ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں
حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی نور فرمایا پس آپ کو نور کہنا درست
ہوا۔ نور کہنے والے سچے اور آپ کو نور نہ سمجھنے والے جھوٹے ہیں۔ اتنے بزرگوں کی
رائے کے خلاف سمجھنے والا خود جھوٹا ہے۔ ید اللہ علی الجماعۃ (اللہ کا دست
قدرت جماعت پر ہے) اب دیگر آیات میں مفسرین کی رائے اور محدثین کا کلام
سنئے :-

۱۵۔ صاحب تفسیر روح البیان آیت مبارکہ اللہ نور السموات والارض مثل
نورہ الایہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ بعث النبی صلی اللہ علیہ وسلم
نوراً و اندہ تعالیٰ سعی نفسه نوراً بقوله تعالیٰ اللہ نور السموات والارض و سعی الرسول

ذوالالان اول شیء اظهره الحق بنور قدرته من ظلمة العدم كان نور محمد صلى الله عليه وسلم كما قال اول ما خلق الله ذری ثم خلق العالم به انیه من نور (تفسیر روح البیان مصری جلد ۱ ص ۵۴)

ترجمہ :- بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نور مبعوث فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنا نام بھی نور رکھا اور پیلی چیز جس کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا (پیدا کیا) اور عدم کے اندھیرے سے اپنے نور قدرت سے ظاہر کیا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا اللہ ما خلق اللہ ذری (اللہ تعالیٰ نے جو چیز سب سے پہلے پیدا کی میرا نور ہے) پھر آپ کے نور سے سارا جہان اور جو کچھ اس میں ہے پیدا فرمایا۔

۱۶ - تفسیر خازن مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۳۳۳ میں زیر آیت اللہ ذر السموات والارض مثل نورہ مشکوٰۃ میں ہے - وقع هذا التمثيل لنور محمد صلى الله عليه وسلم قال ابن عباس لكعب الاحبار اخبرني عن قوله تعالى مثل نورہ مشکوٰۃ قال لكعب هذا مثل ضربہ الله لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فامشکوٰۃ مددہ والزجاجة قلبہ والمصباح فیہ النبوة فقد من شجرة مباركة مع شجرة النبوة بکا نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم وامر یتبین للناس ولولم یتکلم به انه نبی لما یکاد ذلک الزيت یفوی وروی عن ابن عمر فی هذه الآية قال المشکوٰۃ جوف محمد صلی اللہ علیہ وسلم والزجاجة قلبہ والمصباح النور الذی جعله الله لاشرقية ولا غربیة (ترجمہ :- یہ تمثیل نور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب احبار سے فرمایا کہ اس آیت کے معنی بیان کرو۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال بیان فرمائی روشندان (طاق) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ شریف ہے

اور فالوس قلب مبارک اور چراغ نبوت کہ نبوت کے درخت سے روشن ہے۔ اور اس
نوچمندی کی روشنی و اضارت اس مرتبہ کمال ظہور پر ہے۔ کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان
نہ بھی فرمائیں۔ جب بھی خلق پر ظاہر ہو جائے کہ آپ نبی ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما
سے مروی ہے۔ کہ روشندان و حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سینہ مبارک ہے اور فالوس
قلب اظہر اور چراغ وہ نور جو اللہ نے اس میں رکھا کہ نہ شرتی ہے نہ غری۔

۱۷۔ علامہ قاضی عیاضی کتاب الشفائی حقوق المصطفیٰ مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ میں یہی
آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ اور کویت اخبار اور عجید حمیرا بعین کا قول نقل کرتے ہیں۔
المراۃ بالنور الثانی حدیث الامام محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (ترجمہ :- اور آیت پاک
کے دوسرے لفظ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۱۸۔ علامہ شہاب الدین خفائی شافعی مصری نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاضی
مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ میں لکھتے ہیں۔ النور اطلاق علی اللہ و علی النبی صلی اللہ علیہ
وسلمہ و علی القرآن (ترجمہ :- نور کا اطلاق اللہ تعالیٰ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم
اور قرآن پر ہے۔ (قرآن مجید میں ایسا آیا) اور پھر یہی علامہ اسی کتاب صفحہ ۱۱۱
میں یوں لکھتے ہیں۔ ان النور اطلاق علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم والمعنی مثل نورہ
ای نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ :- بیشک نور کا اطلاق نبی صلی اللہ علیہ
وسلم پر ہے۔ اور مثل نورہ کے معنی اور مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہے۔

۱۹۔ حضرت ملا علی قاری محدث حنفی شرح شفا مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ میں یوں
تکریر فرماتے ہیں۔ مراد بالنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم فان النور عبارة عن الظہور
وقد انكشف به الحقائق الخفية والاسرار الاحدیہ (ترجمہ :- اس آیت میں نور

سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نور سے مطلوب آپ کا ظہور ہے۔ کیونکہ آپ کے نور سے حقائق الہیہ اور اسرارِ احادیث (اللہ تعالیٰ کی معرفت کے راز) کھل گئے۔

۲۰۔ اسی کتاب جلد ۱ ص ۱۱۱ میں حضرت ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ اطلق النور علیہ الصلوٰۃ والسلام لانہ یجتدی بہ من انظلمات الی النور۔ (ترجمہ :- نور کا اطلاق آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا کیونکہ آپ کے سبب اندھیروں سے روشنی کی طرف راہ ملتی ہے۔

۲۱۔ علامہ شہاب خاںؒ اپنی آیات کی تفسیر میں فیسم الریاضی مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۳۹۶ میں فرماتے ہیں۔ وقد جاء من القابہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وسماته فی القرآن عدة کثیرة کالنور والسراج المنیر کما قال اللہ تعالیٰ قد جاءکم من اللہ ذرا وفسر بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہ نور لا یبطنی (ترجمہ :- حضور سرابا نور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے القاب اور نام قرآن پاک میں کئی آئے ہیں۔ نور۔ سراج منیر جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے قد جاءکم من اللہ نور اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مراد لئے ہیں۔ بیشک وہ ایسے نور ہیں جو نہیں بجھتے۔

فرماتے ہیں۔ سمی اللہ بنیہ صلی اللہ علیہ وسلم ذرا فقال قد جاءکم من اللہ نور المراد بالنور فی هذه الآیة محمد صلی اللہ علیہ وسلم (فیسم الریاضی جلد ۲ ص ۳۹۶) (ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک نور رکھا فرمایا قد جاءکم من اللہ ذرا اس آیت میں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۲۲۔ امام احمد قسطلانیؒ شارح بخاریؒ اپنی کتاب مواہب اللدنیہ شریف مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۱۱۱ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائے گرامی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے

ہیں۔ واما النور فقال الله تعالى قد جاءكم من الله نور وبقيل محمد صلى الله عليه وسلم
 وفي قوله تعالى مثل نوره مكشوفة المراد هنا محمد صلى الله عليه وسلم (زرقانی شرح
 مواہب جلد ۳ ص ۱) (ترجمہ :- آپ کا نام نور بھی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تن
 جاءكم من الله نور علماء کا قول ہے کہ نور سے مراد محمد صلى الله عليه وسلم ہیں اور
 اللہ تعالیٰ کے قول میں نور مکشوفہ ہیں بھی نور سے مراد محمد صلى الله عليه وسلم ہیں)
 ۲۳۔ پھر اسی کتاب میں آپ صلى الله عليه وسلم کے نام سراج کے متعلق لکھا۔ فهو السراج
 الكامل في الاضاءة ولم يوصف بالوهج كاشمس لان المنير هو الذي ينير من غير
 احوال بخلاف الوهج (زرقانی شرح مواہب جلد ۳ ص ۱۷) (ترجمہ :- آپ صلى الله
 عليه وسلم روشنی میں سراج کامل ہیں۔ اور سورج کی طرح آپ کو وہج نہ کہا گیا (سراج
 منیر کہا گیا) کیونکہ منیر وہ ہے جو اشیا کو روشن کرے مگر جلائے نہیں بخلاف وہج
 کے (وہج جلائے والے کو کہتے ہیں) قرآن پاک میں سورج کو منیر اجاؤ وھا جافرا یا
 یعنی سورج سراج تو ہے مگر روشنی کے ساتھ سورج کی گرمی بھی جلا دینے والی ہے اور
 حضور سراپا نور صلى الله عليه واله وسلم کو منیر اجاؤ منیر افرمایا کہ اشیا کو روشن کرتے
 ہیں۔ مگر جلاتے نہیں۔

۲۴۔ علامہ زرقانی فرماتے ہیں۔ سمی السراج لان السراج الواحد يؤخذ منه
 السراج الكثير ولا ينقص من ضوئه كذلك سراج الطاعات اخذت من سراجہ
 صلى الله عليه وسلم ولم ينقص من اجرة شئ (زرقانی شرح مواہب جلد ۳ ص ۱۷)
 (ترجمہ :- آپ صلى الله عليه وسلم کا نام سراج رکھا گیا۔ اس لئے کہ جیسے چراغ سے
 کئی چراغ روشن کئے جاسکتے ہیں۔ اور اس پہلے چراغ کی روشنی سے کئی نہیں ہو جاتی

ایسی طرح طاعات و عبادات کے چراغ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نبوت سے روشن کئے جاتے ہیں۔ اور ان کے بھر میں نور کی نہیں ہوتی) اسی کتاب میں دوسری جگہ فرمایا
 اَعْلَمَنَّ اللَّهُ تَعَالَى تَدَ وَصَفَ رَسُولَهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالنُّورِ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى قَدْ
 جَاءَ كَرَمٌ مِنَ اللَّهِ نُورُ النُّورِ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمَاءُ سِرَاجٍ مَنِيرٍ وَفِي قَوْلِهِ
 تَعَالَى اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نُورِ كَمَشْكُوتٍ عَنْ كَعْبٍ وَابْنِ الْجَبْرِ النُّورِ الثَّانِي
 هَذَا مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترجمہ :- جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت نور فرمائی جیسا کہ فرمایا تَدَ جَاءَ كَرَمٌ مِنَ اللَّهِ نُورُ وَهُوَ
 نُورُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں اور آپ کا نام سراج منیر بھی فرمایا اور اللہ تعالیٰ کے فرمان
 اللَّهُ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مِثْلُ نُورِ ذَاہِ میں کعب احبار اور سعید بن جبیر تابعین کا قول
 ہے۔ کہ دوسرے لفظ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں) پھر علامہ زرقانی
 فرماتے ہیں۔ نفسہ القدسیۃ اعظم فی النورانیۃ من الشمس (آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کی ذات پاک نورانیت اور روشنی میں سورج سے بڑھ کر ہے) (زرقانی
 جلد ۶ ص ۲۳۷)

۲۵۔ قرآن مجید میں سورہ والفجر موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں قسم ہے نور
 فجر کی فجر بھی ایک نور ہے۔ امام احمد قسطلانی شراح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ
 مصری جلد ۲ ص ۱۷۷ میں فرماتے ہیں۔ اما الفجر فی قولہ تعالیٰ وَالْفَجْرِ هُوَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ
 عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (ترجمہ :- لیکن والفجر جو اللہ تعالیٰ کے کلام میں ہے اس سے مراد
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔)

۲۶۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ (قسم ہے ستارے کی جب گرا) ستارا

ایک نور ہے۔ علماء کا قول ہے کہ یہاں بھی حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم ہی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی قسم یاد فرمائی چنانچہ اسی مواعجب المذنبہ مصری جلد ۲ ص ۱۱ میں ہے۔ اما النجم نعن جعفر الصادق انہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اذا هو اذ انزل من السماء ليلة المعراج (ترجمہ :- سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ نجم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تا راجب اتر یعنی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج آسمان سے زمین کی طرف اترے)

تفسیر :- علمائے سلف کو پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر پیار اور محبت تھی کہ ہر آیت اور ہر کلام سے آپ کی صفت اعلیٰ کی تلاش ہی رہتی محبت کے معنی ہی یہی ہیں۔ اور آج کل کے بعض نام کے مولوی ایسی تلاش میں دن رات لگے رہتے ہیں کہ کسی آیت کسی حدیث سے کوئی ایسا کلام ملے جس سے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نقص اور کمی شان معلوم ہو۔ دنیا کے عشاق کو دیکھو تو وہ بھی اپنے محبوب کے نقص کو صفت بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اور دشمن کا یہ کام ہے کہ نعت کو بھی عیب بنانے کی کوشش کرتا ہے لیکن ہمارے حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے پیارے محبوب ہیں کہ جن میں اللہ تعالیٰ نے کوئی نقص رکھا ہی نہیں۔

۲۷۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحی محدث دہلوی مدارج النبوت جلد ۱ ص ۱۱ میں فرماتے ہیں :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از فرق تا قدم ہمہ نور بود کہ ویدہ حیرت در جمال و کمال و خیرہ مے شد۔ (ترجمہ :- حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم سر سے قدم تک تمام نور ہی تھے۔ کہ حیرت کی آنکھیں آپ کے جمال و کمال میں خیرہ ہو جاتی ہیں یعنی عقلیں آپ کی شان میں حیران ہیں۔ کچھ سمجھ نہیں آتی۔

۲۸۔ اسی کتاب میں دوسری جگہ حضرت شیخؒ لکھتے ہیں۔ "حق سبحانہ تعالیٰ اور نور و سراج منیر درغایت نارت خواند کہ روشن و پیدگشت سجدال و کمال سے صلی اللہ علیہ وسلم ابصار و بصر چنانچہ فرمود قد جاءکم من اللہ نور (مدارج النبوت جلد ۱ ص ۶۱) ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غایت درجہ کی نورانیت و نور پر کی وجہ سے نور اور سراج منیر فرمایا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال و کمال سے بصر میں اور بصیرت میں روشن ہوئیں۔ جیسا کہ آپ کے حق میں فرمایا قد جاءکم من اللہ نور (آیات بہار پاس اللہ سے نور)

۲۹۔ علامہ قاضی عیاضؒ محدث مالکی فرماتے ہیں قال ابن عطاء فی قولہ تعالیٰ والفرح و لیال عشر البی محمد صلی اللہ علیہ وسلم (شفائ شریف مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۲۰۲) ترجمہ :- ابن عطاء کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام والفرح سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ۳۰۔ قال جعفر بن محمد الصادق فی تفسیرہ النجم اذا هوى انه محمد صلی اللہ علیہ وسلم لانہ النجم الکبر والکوکب الا نور انہ سر شفا صلا علی قاری مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۲۰۲ ترجمہ :- امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے النجم اذا هوى کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ملا علی قاری کہتے ہیں۔ (کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت بڑے نورانی ستارے اور بڑے روشن کوکب ہیں۔

۳۱۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے رفعتے فرمایا۔ قسم ہے صبحی کی صبحی دن کے وقت چاٹ کو کہتے ہیں۔ گویا دن کے نور کی قسم یاد فرمائی۔ علماء کہتے ہیں کہ یہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم یاد فرمائی دن کا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری محدث حنفی لکھتے ہیں۔ والفتح ان فی الفتح ایماء الی وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ :- بیشک والفتح)

میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی چہرہ کی طرف اشارہ ہے (شرح اشفا علی قاری)
 اسی طرح دوسرے علمائے نے اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں فرمایا دیکھو تفسیر عزیزی و دیگر تفاسیر۔
 ۳۳۔ علامہ قاضی عیاض محدث مالکی و الشماہ و الطاریق کی تفسیر میں لکھتے ہیں وما ادراك
 ما الطارق النجم الثاقب ان النجم هنا ايضا محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ترجمہ: سورہ
 پاک میں النجم الثاقب جو الفاظ ہیں۔ یہاں النجم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

(کتاب اشفا جلد ۱ ص ۲۱۵)

۳۴۔ ملا علی قاری محدث حنفی تحریر فرماتے ہیں۔ طہ اسم من اسماءہ صلی اللہ علیہ
 وسلم و هو فی حساب العدد والمر من ذی المجد اربعة عشر ايماء اى بدو وجهه
 فی غایۃ النور (شرح اشفا ملا علی قاری مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۲۳۱) (ترجمہ: آپ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے اسماء گرامی سے ایک نام طہ ہے۔ طہ قرآن پاک میں آپ کا ہی نام الجبر
 کے حساب سے ہے۔ طہ کے عدد بحساب الجبر ۱۴ ہوتے ہیں اور بدر چودھویں رات
 کے چاند کو کہتے ہیں اور یہ آپ کے چہرہ نورانی کی طرف اشارہ ہے جو بے نہایت نور ہے
 صلی اللہ علیہ وسلم۔

۳۵۔ علامہ زرقانی بھی ایسا ہی لکھتے ہیں۔ فمن اسماءہ صلی اللہ علیہ وسلم البدر
 فی قصص الکسانی ان اللہ تعالیٰ قال لموسیٰ ان محمدا هو البدر الباهر النجم الزاهر
 و النجم الذی اخر (زرقانی علی المواہب مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۱۲۴) (ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے اسماء گرامی سے ایک نام بدر ہے امام کسائی نے قصص الانبیاء میں لکھا۔ کہ
 اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرمایا بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) روشن بدر
 چمکنے والا نجم اوزکر و خاریں۔ (موتیوں جیسی نورانی صفتوں کا بھرا ہوا سمندر)

۳۵۔ علامہ زرقانی دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ نسرا بعضہم کا حکاہ الامام فخر الدین الرازی والفضی بوجہہ صلی اللہ علیہ وسلم واللیل بشعر لادنہ وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شدید النور حیث یقع نورہ علی الجذ اراد ان یالہما (زرقانی جلد ۲) ترجمہ: بعض علماء نے بیان کیا۔ جیسا کہ امام فخر الدین رازی صاحب تفسیر کبیر نے حکایت کی کہ الفصحی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ پاک مراد ہے اور اللیل آپ کے بال مبارک کیونکہ حضور سر پا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیارا چہرہ بہت زیادہ نورانی تھا۔ ایسا کہ جب دیواروں کے سامنے گزر فرماتے دیواروں پر چہرہ انور کے نور کی چمک پڑتی۔ صلی اللہ علیہ وسلم وعلی آلہ واصحابہ دایما ابدآ۔

تنبیہ۔ سبحان اللہ وہ علمائے کرام جن کو حضور سر پا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے عشق ہے۔ وہ تو یوں تعریفیں اور صفیں بیان کریں۔ اور آج کل کے خشک ملاں اور واعظوں کہیں کہ آپ کو نور کہنا ناجائز ہے۔ اور حضور کو نور کہنا آپ کی توہین ہے۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔ استغفر اللہ۔

فائدہ:- اس سارے بیان گذشتہ سے اُمت کے جلیل القدر علمائے کرام کے نورانی بیان سے آپ کا نور ہونا ثابت ہوا۔ علمائے کرام کے نام پھرنے کو تاکہ پتہ لگے کتنی بڑی علماء کی جماعت ہماری ہم عقیدہ ہے۔

۱۔ شاہ عبدالغفار محدث دہلوی (۲) علامہ آلوسی (۳) امام فخر الدین رازی (۴) صاحب غریب الفرقان (۵) امام ابن جریر الطبری (۶) علامہ ابو السووری (۷) علامہ صاوی (۸) امام بیضاوی (۹) علامہ سمیع حسینی (۱۰) امام سیوطی (۱۱) علامہ خازن (۱۲) علامہ نصفی (۱۳) علامہ کاشفی (۱۴) قاضی عیاض (۱۵) علامہ شہاب خفاجی (۱۶) علامہ علی قاری (۱۷) امام قسطلانی

(۱۸) علامہ زرقانی (۱۹) شیخ محقق عبدالحی محمد ث (۲۰) اور متقدمین سے کعب احبار (۲۱) سعید بن جبیر (۲۲) ابن عطار (۲۳) سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ (۲۴) امام کسائیؒ اور صاحب بحر الحقائق بھی ان ۵۸ مستند و معتبر علماء نے آپ کو نور سمجھا۔ بیشک آپ نور ہیں اور ہم خدا کے فضل و کرم سے کثیر جماعت علماء کے ہم خیال ہیں۔ اور جو ان کے مخالف عقیدہ رکھتا ہے وہ بڑی جماعت کی مخالفت کر کے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بناتا ہے۔ اب سنو حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ہونا۔ اور اس کے ساتھ اقوال علماء امت۔

حَدِیثُ نُوْرٍ

تُو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
وضع و اضع میں تیری صورت سے معنی نور کا

۱۔ بخاری شریف کتاب الدعوات جلد ۲ ص ۹۳۵ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرِ ایا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار یہ دعا مانگی۔ اللہم جعل فی قلبی نوراً فی بصری نوراً فی سمعی نوراً عن یمینی نوراً عن یساری نوراً و فی نوراً و حتی نوراً و اما فی نوراً و خلفی نوراً و اجعل لی نوراً (ترجمہ :- اے اللہ کرے میرے دل میں نور۔ میری آنکھوں میں نور۔ میرے کانوں میں نور۔ میرے دائیں نور۔ میرے بائیں نور۔ میرے اوپر نور۔ میرے نیچے نور۔ میرے آگے نور۔ میرے پیچھے نور۔ اور مجھے درجی نور بنا دے۔

۲۔ صحیح مسلم جلد ۱ ص ۲۶۱ باب صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم و دعائہ باللیل میں

یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ بھی آئی ہے۔ قال ابن عباس کنت عند خالتی میمونۃ
 نجاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم ذکرہ بشل حدیث عند رو قال واجعلنی نوراً
 ولم یثک (ترجمہ :- ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں اپنی خالہ ام المومنین
 حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف
 لے آئے۔ پھر ساری حدیث نور ذکر کی اور یہ الفاظ بھی فرمائے واجعلنی نوراً (مجھے نور
 بنادے) اور اس حدیث میں شک نہیں کیا۔

۳۔ بخاری و مسلم کے علاوہ دوسرے کتب حدیث نے بھی اس حدیث کو نقل کیا۔ مثلاً امام ترمذی
 نے جامع ترمذی میں امام نسائی نے سنن نسائی میں۔ امام قاضی عیاض نے کتاب الشفا
 میں۔ امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں۔ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں۔ فی
 الحی ودجی و شعی و عطاہی و لسانی و قبری نوراً (یعنی میرے گوشت۔ میرے خون
 میرے بالوں۔ میری ہڈیوں۔ میری زبان۔ میری قبر کو نور بنادے)

۴۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری مطبوعہ مصر جلد ۱۱ ص ۹۳ میں علامہ ابن حجر عسقلانی
 نے اس حدیث کی شرح بیٹھی ہے۔ اس میں یہ الفاظ بھی روایت کئے دزدنی نوراً
 (اپنی مجھے زیادہ نور دے) یعنی نور ہی نور بنادے اس نور میں پھر ترقی دے دن رات
 کی ہر گھڑی میں نور بڑھتا رہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ وَلَآ اُخْرِجُ تَخِیْرًا لَّكَ مِنْ
 الْاَوْفٰی (اے محبوب آپ کی ہر گھڑی پہلی گھڑی سے بہتر ہے) یعنی نور ہر روز ترقی پر
 ہوتا ہے۔

۵۔ سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۸ میں ہے۔ قالت حلیمۃ وکان ینزل علیہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کل یوم نور کونور الشمس ثم یخفی عنہ (حلیمہ کہتی ہیں ہر روز آپ صلی اللہ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ يَوْمٍ يُزَكَّرُ الشَّمْسُ ثُمَّ يُجْلَى عَنْهُ (حلیمہ کنتی ہیں ہر روز آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورج کی مثل نور نازل ہوتا پھر آپ اس سے نورانی ہوتے) یعنی دن بدن نور میں ترقی ہوتی جاتی۔

۴۔ ملا علی قاری محدث حنفی حدیث نور کی شرح میں شرح شفا مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۲۱۵ میں لکھتے ہیں۔ هُوَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَلْبِهِ وَقَالِبِهِ نُوْرٌ لِيَسْتَنَارَ مِنْهُ الْاَنْوَارُ وَيَسْتَفْئَا مِنْهُ الْاَسْرَارُ وَدِدَّ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي نُورًا وَقَدْ سَمِعْتُ اللَّهَ تَعَالَى يُنَادِي -

(ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل اور بدن تمام نور ہے۔ سارے نور (سورج چاند ستارے وغیرہ) آپ کے نور سے روشنی لے کر نورانی بنے ہوئے ہیں۔ اور (دلوں کے) راز آپ سے روشنی پاتے ہیں اور حدیث میں وارد ہے اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي نُورًا رَأْسُهُ اللَّهُ جَعْلُهُ (نور بنادے) بیشک اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور رکھا ہے۔

فائدہ :- حدیث کا یہ فقرہ قابل غور ہے اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي نُورًا (مجھے نور بنادے) تو کیا حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مبارک دعا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں منظور ہوتی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو کوئی ثبوت دیا جائے۔ اگر منظور ہو گئی ہے تو پھر نور بن گئے ہمارا پوز ہو گئے نور ہی نور ہو گئے۔ "بشریت ختم یا بطور لباس رہ گئی"۔

۵۔ آخری فقرہ "بشریت ختم یا بطور لباس رہ گئی"۔ پڑھ کر منکر نور ضرور چونک پڑیگا۔

لو سن لو۔ ہندوستان کے مایہ ناز محدث شیخ المفسرین حضرت شاہ عبد العزیز صفا محدث دہلوی اپنی تفسیر عزیزی پارہ ۲ ص ۲۱ میں یوں رقم پڑے ہیں۔ "وَلَا خَيْرَ تَحْتَ يَدَيْكَ مِنَ الْأَوَّلَى وَالْبَيْتِ هِيَ حَالَتِ آخِرُ بَيْتِهَا شَدَّ تَرَاذُ مَعَالِمَاتِ أَوَّلِ تَأْنِكُمْ بَشَرِيَّتِ تَرَاوِصِلُ وَبُودِ نَمَانِدِ غَلْبَةِ نُورِ حَقِّ بَرِّ تَوْعَلِي سَبِيلِ الدَّوَامِ حَاصِلُ شَرِّ" (ترجمہ :- اور اس آیت مبارک

..... کے معنی یہ ہیں کہ ائیتہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر آخری حالت آپ کے پہلے معاملہ سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ آپ کی بشریت کا اصل وجود نہیں رہا اور آپ پر نوری کا غلبہ ہمیشہ کیلئے حاصل ہو گیا۔ یعنی آپ پر تجلیات الہی کی اس قدر برسات ہو رہی ہے کہ بشریت بالکل غائب ہو کر نوری نور ہو گیا ہے۔ آپ مجسمہ نور بن گئے منظر نور خدا ہو گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

۸۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث موصوف کے والد ماجد فخر علمائے ہند و پاکستان عمدة المفسرین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اپنی کتاب فیوض الحرمین ص ۹۲ میں فرماتے ہیں۔ و شاذہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس بشان رجل واحد بل نشأۃ مبتدأۃ

منبسطة علی هیئ اہل البشر البشر نشأۃ منبسطة علی وجہ الموجودات فکانہ صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ الغایات و آخر نقاط الظہور والسر دقیق (مذہبہ) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ایک مرد واحد کی شان نہیں۔ بلکہ ایک عالم کے مبداء و مصدر ہیں۔ جو صورت بشر پر منبسط ہے اور بشر ایک عالم منبسط ہے وجہ موجودات پر۔ گو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غایۃ الغایات اور ظہور کے نقاط سے آخری نقطہ ہیں۔ اور یہ ایک باریک راز ہے۔ (شان رسول کا جاننا باریک راز ہے صلی اللہ علیہ وسلم)

خَلَقَتْ نُور

دیکھنے والوں کو کچھ سمجھانے بھالالور کا : مَن رَآنی کیا یہ ائیتہ دکھایا لور کا
۱۔ حضور سر پا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورَی (سب سے

پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا زریعہ فرمایا (اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ آپؐ نور ہیں اور سب سے پہلے آپ ہی کا زریعہ کیا گیا۔

تسلیم :- منکر نور کہتے ہیں کہ یہ حدیث کہیں ثابت نہیں۔ نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا فرمایا لیکن مستند کتابوں میں یہ حدیث موجود ہے۔ سنئے !

۲۔ علامہ اسماعیل حقی تفسیر روح البیان مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۴۸۵ میں لکھتے ہیں۔ اول شیئ اظهرہ الحق بنور قدرته من ظلمة العدم کان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کما قال اول ما خلق اللہ ذری (ترجمہ :- پہلی چیز ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نور قدرت سے عدم کے اندھیرے سے ظاہر فرمایا وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور تھا جیسا کہ آپؐ نے فرمایا اول ما خلق اللہ ذری۔

۳۔ ہندوستان میں علم حدیث لانے والے تمام علمائے حدیث کے استاد حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اپنی مشہور کتاب مدارج النبوت جلد ۲ ص ۲ میں یوں لکھتے ہیں۔ بدانکہ اول مخلوقات دو واسطہ، حد و کائنات دو واسطہ خلق عالم و آدم نور محمد است صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ صحیح حدیث صحیح دارود شد است اول ما خلق اللہ ذری و حدیث اول ما خلق اللہ العقل نزد محققین و محدثین بھی تزییدہ (ترجمہ :- جان لے کہ سب مخلوق سے پہلی مخلوق اور کائنات کے ظہور کے لئے واسطہ اور سب عالم اور حضرت آدم علیہ السلام کے پیدا کرنے کا سبب نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے۔ اول ما خلق اللہ ذری اور دوسری حدیث کہ اول ما خلق اللہ العقل (سب سے پہلے عقل کو پیدا کیا) محققین و محدثین کے ہاں درجہ صحت کو نہیں پہنچی۔

۴۔ حافظ علامہ علی بن برہان الدین حلبی کتاب سیرت حلبیہ مصری جلد ۱ ص ۱۲۲
 میں لکھتے ہیں۔ وجاء أول ما خلق الله نوري وفي رواية أول ما خلق الله العقل
 (حدیث میں آیا ہے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا۔ اور دوسری
 روایت میں ہے۔ کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا کیا) ایسا لکھ کر
 علامہ حلبی سید المشائخ حضرت شیخ علی الخواصی رحمۃ اللہ علیہ (جو اُمت کے جلیل الشان
 اولیاء میں سے ہیں) کا قول نقل کرتے ہیں۔ معناه واحد لان حقيقة صلي الله
 عليه وسلم يعبر عنها بالعقل الاول (دو حدیث کے معنی ایک ہی ہیں۔ کیونکہ
 حقیقت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم عقل اول سے تعبیر کی جاتی ہے)
 فائدہ :- ثابت ہو گیا کہ اول ما خلق الله نوري حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ
 وسلم کی حدیث پاک ہے۔ پھر حضرت شیخ محقق دہلوی نے اس حدیث کو صحیح
 حدیث فرمایا۔

۵۔ علامہ حلبی سیرت حلبیہ مصری جلد ۱ ص ۲۵ میں لکھتے ہیں۔ عن علي بن الحسين
 رضي الله عنهما عن ابيه عن جده ان النبي صلى الله عليه وسلم قال كنت بين
 يدي ربي قبل خلق ادم عليه الصلوة والسلام باربعة عشر الف عام -
 ترجمہ :- علی بن حسین امام زین العابدین رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سے انہوں
 نے اپنے باپ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔ کہ حضور سراپا نور صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے چار ہزار سال
 پہلے اپنے رب تعالیٰ کے سامنے تھا۔ یعنی سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا گیا۔
 اور یہ تو حدیث شریف میں مشہور ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

میں یعنی اپنی اس کتاب کی پہلی ہی شروع سطر میں لکھتے ہیں: - حوالہ اول والاخر
والظاہر والباطن وهو بكل شیء علیم ایں کلمات ہم مشتمل بر حمد و ثنائے الہی
است تعالیٰ و تقدس و ہم متضمن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی است
صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:- وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر ہے وہ باطن ہے وہ ہر چیز کا
عالم ہے۔ یہ کلمات طیبات اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنائی ہیں۔ اور حضرت رسالت
پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت و صفت کو بھی شامل ہیں۔

سبحان اللہ پہلے علمائے کرام اور محدثین سلف کی عبارات کیا ایمان افروز
اور عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لبریز نظر آتی ہیں۔ نہ لفظ سے
محبت پمکتی ہے۔ نہ سطر در دو سوز کی موج ہے۔ ان کتابوں کے مصنفین عشق
کے بحرِ ذخاریں ڈوبے ہوئے درود محبت کے موتی بکھیر گئے۔ کتاب لکھ رہے ہیں
محبوبِ مدنی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو رہے ہیں۔ ایسی پیاری تحریر ہے اس جمل
کے بڑے بڑے حبیب پوش مولویوں کی تحریریں پڑھو۔ بالکل خشک الفاظ محبت
خالی بیان حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیرِ بحث رکھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ
وسلم کی ذاتِ سنودہ صفات میں نقائص بیان ہو رہے ہیں۔ دن رات نقائص
کی جستجو ہے۔

نعوذ باللہ من علم لا ینفع

صل نور

نور حق سے ہے ہوا آپ۔ یہ جلوہ نور کا
اشعۃ انوار حق سے ہے یہ لمعہ نور کا

منکرین نور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور ہونے پھر اولین نور
ہونے کے بھی انکار ہی ہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کے نور سے مخلوق ہونے کے تو
سختی سے منکر ہیں۔ اگر کہا جائے کہ حضور سرِ پا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا
کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا کیا گیا۔ تو بڑے زور سے تردید کرتے ہیں
یہ بالکل غلط ہے۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خدا
تعالیٰ کے نور سے ہو ہی نہیں سکتے۔ یہ روایت جاہلوں کی وضع کی ہوئی ہے
معتبر و معتد کتابوں میں کوئی ایسی حدیث نہیں۔ لیکن منکرین کی یہ بڑی زبردستی
اور اپنا مذہبی تعصب یا کم علمی ہے۔ ورنہ معتبر کتابوں میں ایسی روایات موجود
ہیں۔ اور ثقہ و مستند علماء و محدثین نے ان کو قبول کیا۔ اور اپنی اپنی کتابوں میں
درج کیا اور اپنی اپنی نفیس رائے بھی لکھی۔ لَوْ سَنُوْا !

۱۔ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ
تعالیٰ کے استاد اور امام بخاری و مسلم کے استاذ الامام عبد الرزاق
ابو بکر بن ہمام نے اپنی کتاب المعروف "مصنف عبد الرزاق" میں یہ حدیث
ثقل کی ہے۔ عن جابر بن عبد اللہ قال قلت یا رسول اللہ بانی امت و محی
اخبری عن اول شیئ خلقه اللہ تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان اللہ تعالیٰ

قد خلق قبل الاشياء نور نبينا من نوره الحديث -

ترجمہ :- جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ میرے ہاں باپ آپ پر قربان مجھے خبر دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا۔ آپ نے فرمایا جابر اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں سے پہلے تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

فائدہ :- اس حدیث کو متقدمین نے اپنی کتابوں میں درج کیا اور اس پر اعتبار کیا چنانچہ
۱۔ امام بیہقی نے اپنی مؤلفہ کتاب دلائل النبوت میں -

۲۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۴۴ میں -

۳۔ علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۱ ص ۴۴ میں اس پر اعتبار کیا اور اس پر کوئی جرح نہیں کی -

۴۔ امام حافظ ابن حجر مکی نے افضل القری میں -

۵۔ علامہ دیار بکری نے تاریخ خمیس میں -

۶۔ علامہ فاسی مصری نے مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں -

۷۔ حافظ علامہ حلبی نے سیرت حلبیہ مصری جلد ۱ ص ۳ میں -

۸۔ علامہ یوسف بن اسماعیل بخاری نے انوار المحمدیہ مصری ص ۱۳ میں -

۹۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی نے مدارج النبوت میں -

پس یہ حدیث محدثین عظام کی نگاہ میں مقبول ہے۔ اصول حدیث میں

ایسی حدیث تلقی علماء باقبول ہے۔ پھر ایسی حدیث کے لئے سند کی حاجت نہیں رہتی -

۲۔ قرآن مجید میں ہے۔ یُؤْتِیْهِ دَنْ یُّطْفِئُہُ اَوْرَ اللّٰہ علامہ زرقانی اس کی تفسیر فرماتے ہیں۔ اَنّہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم زرقانی جلد ۳ ص ۱۶۹) بیشک نور اللہ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔
 فائدہ :- دیکھئے علامہ زرقانی کی رائے نفیس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے خود حضور سرافا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا نور فرمایا۔ اس سے بھی نور ہونا ثابت ہوا۔

۳۔ علامہ حلبی سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۲۰۹ میں لکھتے ہیں۔ فی کتاب شعب علیہ السلام عبدی الذی یتبیت شانہ انزل علیہ وحی فی القلوب الغلف وما اعطیتہ لا اعطیہ احد ایحمد اللہ حمد اجدید الم یسبقہ احد وهو ذواللہ الذی لا یطفأ سلطانہ علی کتفہ ای خاتم النبوة۔

ترجمہ :- کتاب شعب علیہ السلام میں ہے۔ میرا ایک بندہ جس کی شان عظیم ثابت ہے۔ میں اس پر وحی اتاروں گا وہ مغفوف دلوں کو زندہ کرے گا۔ میں کسی ایک پر اس کی مثل عطا نہیں کروں گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نئی حمد کرے گا اس کی شان سے کوئی بڑھ نہیں سکے گا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کا ایسا نور ہے جو کبھی نہ بجھے گا۔ اس کی دلیل اس کے کندھے پر مہر نبوت کا نشان ہو گا۔

۴۔ خواجہ خواجگان شاہباز عرفان امام ربانی محبوب سبحانی حضرت خواجہ مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سمرندی آیتہ من آیات اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی شہرہ آفاق کتاب مکتوبات شریف مجددی مکتوب متا دفتر سوم میں

یوں فرماتا ہے۔ "باید دانست کہ خلق محمدی در رنگ خلق سایر افراد انسانی نیست بلکہ بخلق پیچ فرمے از افراد عالم مناسبت ندارد کہ او صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ با وجود نشاء مصری از نور حق جلّ و علی مخلوق گشتہ است کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام خلقت من نور اللہ"۔

ترجمہ :- جاننا چاہیے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش عام افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ افراد عالم میں سے کوئی فرد بھی پیدائش میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مناسبت نہیں رکھتا۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باوجود مصری وجود رکھنے کے حق تعالیٰ کے نور سے مخلوق ہوئے ہیں۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

۵۔ علامہ شہاب خفاجی محدث مالکی مصری بنیم الریاضی شرح شفا قاضی عیاض جلد ۲ ص ۳۹۶ میں لکھتے ہیں۔ النور الحقیقی هو اللہ تعالیٰ فہو نور السموات والارض والنور الارضی انہ نور لیس کالانوار وروح النبویۃ القدسیۃ لمعة من نوره فلذا سمي النبي صلی اللہ علیہ وسلم نورا۔

ترجمہ :- نور حقیقی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی آسمانوں اور زمین کا نور اور نور الانوار ہے علامہ ابو الحسن اشعری کہتے ہیں۔ بیشک اس کا نور دیگر انوار کی طرح نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک اللہ کے نور کی ایک کرن (جھلک چمک۔ شعاع) ہی اسی واسطے آپ کا نام نور ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۶۔ یہی علامہ اسی کتاب مذکورہ کی جلد ۴ ص ۵۳۹ میں لکھتے ہیں کہ شیخ المشرق قطب الاقطاب اُمت کے جلیل الشان ولی حضرت شیخ ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں۔ (یہ شیخ مؤلف دلائل الخیرات ہیں) ایک دفعہ میں مسجد اقصیٰ میں سو گیا
 میں نے خواب دیکھا کہ بڑی خلقت جمع ہو رہی ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیسا اجتماع ہے
 کہنے لگے۔ یہ انبیاء مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہے اور جناب محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شاہ منصور حلاج کی سفارش کر نیکیئے حاضر ہوئے ہیں
 اس ایک بے ادبی ہو گئی ہے۔ میں نے نگاہ کی تو ایک نورانی تخت دیکھا۔ ہمارے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم مدینہ کے چاند اس پر جلوہ افروز ہیں۔ اور سارے انبیاء علیہم السلام فرشتہ زمین پر
 بیٹھے ہیں۔ میں غور سے ان کا کلام سننے لگا۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب
 محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ نے جو یہ فرمایا کہ علماء امتی کا انبیاء ربی
 اسرائیل (میری امت کے علماء ربی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں) پس آپ ہمیں اپنا
 ایسا کوئی امتی دکھائیں۔ آپ نے فرمایا یہ ہے اور اشارہ امام غزالی کی طرف فرمایا۔
 موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت امام غزالی پر ایک سوال کیا۔ غزالی نے ایک
 سوال کے دس جواب دیئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعتراض کیا۔ کہ
 ایک سوال کا ایک ہی جواب دینا کافی ہوتا ہے۔ سوال ایک۔ جواب دس۔ غزالی
 نے کہا۔ یہ اعتراض تو آپ پر بھی وارد ہوتا ہے۔ رب تعالیٰ نے آپ کو فرمایا۔ وَمَا
 تِلْكَ بِمِثْلِكَ يَا مُوسَى (تیرے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ) اس کا جواب یہی
 کافی تھا حنی عصائی (یہ میرا عصا ہے) آپ نے اس کی کئی اور صفات گن
 دیں۔ (اس کے بعد شیخ شاذلی کہتے ہیں) میں اس سوچ میں متفکر تھا اور حضور
 سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالت قدر سے حیران تھا۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 تخت پر جلوہ پذیر ہیں۔ اور سب انبیاء زمین پر ہیں اذ قتی شخص برجلہ ذقہ مز

عجۃ فانبعثت فاذا بقیم یشتعل فتادیل الاقصی فقال لا تعجب فان الکل خلقوا من نورہ فخریت مغشیا فلما اتاوا الصلوات افقت وطلبت الیقیم فلم اجدہ الی یومی هذا (مجھے ایک شخص نے پاؤں سے سخت ٹھوکر دی۔ میں جاگا دیکھا ایک قیم قصی کی فزلیں روشن کر رہا ہے۔ اس نے کہا حیران نہ ہو۔ سب انبیاء کرام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ میں بیہوش ہو گیا جب نماز کھڑی ہوئی مجھے افاقہ ہوا تو میں نے اس قیم کو تلاش کیا مجھے آجنگ وہ نہیں ملا۔)

فائدہ :- اسی باب کے نمبر ۱ میں جو حدیث مصنف عبد الرزاق سے درج کی گئی ہے۔ وہ ایک لمبی حدیث کا پہلا ٹکڑا ہے۔ اس حدیث میں یہ سارا ذکر ہے کہ آپ کا نور اللہ تعالیٰ کے نور سے مخلوس ہوا۔ اور پھر آپ کے نور سے ہر چیز مخلوق ہوئی۔

۷۔ علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۱ ص ۳ میں ذکر کیا ہے۔ کہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ہے اور اس حدیث کا اقرار کیا ہے۔ کہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان کو کہا دریا دان العالم کلہ خلق منہ (بیشاک آپ صلی اللہ علیہ وسلم جھپکتے ستارے تھے۔ اور سارا جہان آپ کے نور سے ہوا)

۸۔ علامہ حلبی سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۲۹ میں نقل کرتے ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا۔ اے جبریل تیری کتنی عمر ہے کہا یا رسول اللہ میں نہیں جانتا۔ مگر یہ بات ہے کہ حجاب رابع میں ایک ستارہ ستر ہزار سال کے بعد ایک دفعہ طلوع ہوتا ہے (پھر چھپ جاتا ہے) اور میں نے اسے ستر ہزار بار دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا یا جبریل دعنا تا ربی جل جلالہ ان اذ الک الکوکب رواہ البخاری (اے جبریل اللہ تعالیٰ کی قسم میں ہی وہ ستارہ

ہوں اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا

نَسَبِ نُور

انبیاءِ اہل بیتؑ تو بالکل ہے جیسے نور کا
اس علاقہ سے ہے ان پر نام سچا نور کا

۱۔ زرقانی مطبوعہ جلد ۱ ص ۴۶ میں روایت ہے۔ عن ابن عباس انہ لما نفع فی ادم الروح صار نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یبع من جہتہ کاشمس مشرقہ ترجمہ :- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب ربنا آدم علیہ السلام میں روح پھونکی گئی۔ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور ان کی پیشانی میں آفتاب کی طرح چمکتا تھا۔

۲۔ پھر علامہ زرقانی اسی کتاب اسی صفحہ میں لکھتے ہیں۔ ورد البصر الشیطان طلعة نورہ فی وجہ ادم کان اول من سجد اور ای النور و نور جلالہ عبد الجلیل و امن مع الجلیل ولا عند۔

ترجمہ :- مروی ہے کہ اگر شیطان حضور سر ایا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا نور آدم علیہ السلام کی پیشانی میں دیکھ لیتا۔ تو رب پہلے آدم کو سجدہ کرتا۔ اور اگر منور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ماتھے مبارک میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نور دیکھ لیتا۔ تو مولیٰ تعالیٰ جل جلالہ کی عبادت کرتا اور حضرت خلیل علیہ السلام پر ایمان لاتا اور ہرگز نہ کشتی نہ کرتا۔

۳۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری کتاب مواہب اللذنیہ مطبوعہ مصر جلد ۵ ص ۱۹

رزقانی مع مواہب) میں لکھتے ہیں۔ واما سجود الملائكة لآدم فقال الامام
 فخر الدين الرازي في تفسيره ان الملائكة امر واجبا لسجود لآدم لاجل ان نبينا
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم كان في جمعة - ترجمہ :- آدم علیہ السلام کو ملائکہ کا سجدہ
 کرنا امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں کہا کہ فرشتوں کو جو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام
 کو سجدہ کر دیے اس لئے تھا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نوزائش کی پیشانی میں تھا۔
 سبحان اللہ عشاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علماء کے خیالات و عبارات کیسی ایمان
 افروز ہیں۔

۴۷۔ علامہ رزقانی نے رزقانی مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۴۲ میں روایت کیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے
 آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو آپ کا نام آدم رکھا اور کنیت ابو محمد رکھی آدم علیہ السلام نے عرض
 کیا۔ الہی میری یہ کنیت کیوں رکھی گئی۔ حکم ہوا۔ اے آدم اوپر سر اٹھاؤ۔ جب اوپر سر
 اٹھایا تو نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش کے پردوں میں چمکتے دیکھا۔ کہا الہی یہ نور کیا ہے
 قال هذا نور بنی من ذریۃک اسمہ فی السماء احمد و فی الارض محمد ولولہ ما خلقتک
 ولا خلقت السماء ولا الارض فلولا محمد ما خلقت آدم ولا الجنة ولا النار (فرمایا یہ
 نور میرے ایک نبی کا ہے۔ تیری اولاد میں سے ہوگا۔ آسمان میں اس کا نام احمد ہے اور
 زمین میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر وہ نہ ہوتا تو تجھے (اے آدم) پیدا نہ کرتا اور نہ آسمان
 و زمین پیدا کرتا اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو نہ آدم اور نہ جنت و دوزخ ہوتے
 فائدہ :- منکرین نور کا یہ بھی اعتراض ہے کہ لولاک لما خلقت الافلاك حدیث
 جو مشہور ہے یہ حدیث ہی نہیں۔ نار و وال کے ایک جلسہ میں تو ایک منکر مولوی نے یوں کہہ دیا
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسا کلام ہی نہیں ہو سکتا یعنی آپ نے اس موضوع

پر کچھ کہا ہی نہیں۔ مگر مندرجہ بالا حدیث پھر طرہیں اور لا خلقت سماء ولا ارضا
 کے معنی اور لولاک لما خلقت الافلاک کے معنی میں کیا فرق ہے۔ ذرا بتائیے تو یہی
 کیا دونوں کے معنی ایک نہیں۔ اسی واسطے حضرت علی قاری شارح مشکوٰۃ نے موضوعات
 کبیرہ ص ۵۹ میں فرمایا ہے لیکن معناه صحیح فقد روی مرفوعا قال اتانی جبریل فقال
 یا محمد لولاک ما خلقت الجنة ولولاک ما خلقت النار فی روایۃ لولاک ما خلقت
 الدنیا (لیکن اس حدیث (لولاک لما خلقت الافلاک) کے معنی صحیح ہیں مرفوع
 روایت ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے
 اور کہا (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) یا محمد اگر تو نہ ہوتا تو میں جنت پیدا نہ کرتا۔ اور اگر تو نہ ہوتا
 تو میں دوزخ پیدا نہ کرتا ایک روایت میں یہ ہے۔ کہ اگر تو نہ ہوتا تو میں دنیا کو پیدا نہ کرتا
 اب بتائیے یہ احادیث تو صحیح ہیں یا نہیں اور ان کا مفہوم و مطلب وہی ہے۔ جو
 لولاک لما خلقت الافلاک کا ہے۔ ہمارا مطلب بھی یہی ہے۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔ نہ آسمان و زمین نہ جنت و نار وغیرہ سو یہ مطلب دیگر احادیث
 سے ثابت ہو رہا ہے۔ منکرین کو یہی تلاش رہتی ہے کہ حضور سرابا نور صلی اللہ علیہ وسلم
 کی شان پاک جس حدیث سے اظہار ہو رہی ہے اس حدیث کی چھان بین کرو کسی نہ کسی طرح
 اسے موضوع نہیں تو ضعیف ضرور بناؤ۔ تاکہ بریلوی مولوی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی
 شان بلند کرنے کے ساعی ہیں۔ ان کا ناکہ بند کیا جاسکے فیذکر زرقانی جلد ۱ ص ۶۱ میں
 بحوالہ دلائل القنوت یہ بھی ایک روایت یوں بھی ہے۔ کہ آدم علیہ السلام نے ساقی عرش
 پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لکھا دیکھا تو کہا الہی یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہے اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا ھذا اولدک الذی لولاه ما خلقتک فقال یارب بحسب مدۃ ھذا الاولاد ارحم

هذا الاصل فنودي يا ادم ولو تشفعت الينا نجعل في اهل السموات والارض لشغفناك
 (یہ تیرا بیٹا ہے یہ نہ ہوتا تو تجھے پیدا نہ کرتا آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب اس محترم
 بیٹے کا صدقہ اس کے والد پر رحم فرما پس ندا آئی اے آدم اگر تو زمین و آسمان کی ساری مخلوق
 کی بخشش کے لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو شفع لانا تو بھی میری شفاعت میں قبول
 کر لیتا) اور امت کے جلیل الشان ولی حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ علیہ الرحمۃ اپنی کتاب
 مرصدا العبادہ ص ۲۵ میں لکھتے ہیں۔ چوں خواجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام زیدہ و خلاصہ موجودات
 و ثمرہ شجرہ کائنات بود کہ لولاک لما خلقت الکل مبداء موجودات ہوا مبداء چہ کہ آفرینش
 بر مثال شجرہ ایست و خواجہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ثمرہ آل شجرہ بحقیقت از تخم ثمرہ باشد
 پس حق تعالیٰ خواست کہ موجودات را از کتم عدم بفضائے وجود آورد اول نور محمدی را
 صلی اللہ علیہ وسلم از پر نور احدیت خود و بیرون آورد (معارج النبوت رکن اول ص ۸)
 ترجمہ :- چونکہ سید عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام خلاصہ موجودات اور شجرہ کائنات کا ثمر
 تھے کہ آپ نہ ہوتے تو خلقت کائنات ہی نہ ہوتی۔ لہذا کل موجودات کا منشأ و
 مصدر نور محمدی تھے اس لئے کہ کائنات مانند ایک درخت کے ہے اور سید عالم علیہ
 الصلوٰۃ والسلام اس شجرہ کے ثمر۔ درخت کی حقیقت پھل کے بیج سے ہوا کرتی ہے
 جب مولائے قدیر نے چاہا کہ موجودات کو کتم عدم سے منصفہ شہود پر جلوہ آور فرمائے
 تو اپنے نور احدیت کے پرتو سے نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا (اب ہم پھر اپنے
 موضوع کی طرف آتے ہیں)

۵۔ علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۱ ص ۶۱ میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت خواجہ علیہ
 السلام کے شکم سے جب ہوتا۔ بوڑا پیدا ہوتا۔ مگر جب شیت علیہ السلام پیدا ہوئے

تو واحد ہی پیدا ہوئے۔ یہ اس لئے کہ انہیں نبوت دی جائے۔ اور ان کی پیشانی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھائے۔ فکان فی وجہ شہید نور نبینا صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی شہید علیہ السلام کی پیشانی میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نور جلوہ نکلن تھا)۔

۴۔ حضور سرِ پا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ دادوں میں سے ایک بزرگ نزر نام تھے ان کے بارے میں امام احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ مصری جلد ۱ ص ۱۷۹ میں لکھتے ہیں۔ انہ لما ولد ونظر ابواہ الی نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم بین عینیہ فرح فرحاً شدیداً و اطعمہ وقال ان هذا کله نذر ائی قلیل حتی هذا المولود۔ ترجمہ: جس وقت نر پیدا ہوا۔ اس کے باپ نے اس کی پیشانی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چمک دیکھی۔ بہت زیادہ خوش ہوا۔ عام طعام پکا کر خیرا کیا۔ اور کہا اس مبارک فرزند کی خوشی میں اتنی خیرات بہت تھوڑی ہے۔ (نزر کے معنی قلیل ہے۔ لہذا ان کا نام اس دن سے نزر پڑ گیا)۔

۵۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم تھے۔ ان کے باپ عبد مناف کا ذکر ہے۔ و عبد مناف اسمہ المغیرۃ و کان بقال لہ قمر البطحۃ الحسنہ و جمالہ (سیر حلبیہ جلد ۱ ص ۱) ترجمہ: عبد مناف کا نام مغیرہ تھا۔ (اتنے حسین کہ) حسن و جمال کی وجہ سے ان کو قمر البطحۃ کہا کرتے تھے یعنی بطحا وادی مکہ کا چاند۔ اور یہ ان پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نور فروزاں تھا۔

۶۔ حضور سرِ پا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا ہاشم تھے۔ و کان نور رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہ یتوقد شعاعہ و یتلا لافیا و لا یزال شی الایم و لا یزال

(زرقانی جلد اول)

ترجمہ :- اُن کی پیشانی میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم شعاعیں مارتا تھا۔ جس پھیر پر سے گزرتے وہ انہیں سجدہ کرتی (بھیر علامہ زرقانی لکھتے ہیں کہ ہر قل شاہِ روم نے آپ کو پیغام بھیجا کہ میری ایک لڑکی ہے ایسی خوبصورت کہ کسی عورت نے ایسی مہ پارہ لڑکی نہیں جنی ہوگی۔ اگر میرے پاس تشریف لائیں تو میں اس لڑکی کا نکاح آپ سے کر دوں۔ یہ اس لئے کہ انما اراد بذالک نور المصطفیٰ (کہ ہر قل کا ارادہ نور مصطفیٰ کیلئے تھا) یعنی کہ یہ نور میری لڑکی کو ملے۔ مگر فانی ہا شہ (ما شتم نے انکار کر دیا)

۹۔ امام قسطلانی نوامیس اللہ نیہ شریف جلد اول میں نقل کرتے ہیں کہ حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب کی پیشانی میں کان نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور چمکتا تھا) اور لوگ اُن کے وسیلہ سے بارش مانگا کرتے تھے کہ ان اللہ یفیثہم ویسقیہم ببرکۃ نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیثا عظیماً (پس اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کی برکت سے اُن کے لئے بڑی بارش بھیج دیتا۔

۱۰۔ اسی کتاب جلد اول میں ہے کہ جب ابرہہ شکر جبار سیکر کعبہ مکرمہ کو گرانے آیا سب کہہ دئے پہاڑ پر جا چڑھے شہر خالی ہو گیا۔ عبد المطلب بھی شمیر پہاڑ پر کھڑے تھے۔ فاستقرت دائرة منارة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی جمعة کاھدان واشتد شعاعھا علی البیت الحرام (اُن کی پیشانی میں جو نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ افروز تھا۔ اس نور کی شعاع گول دائرہ میں چمکتی ہوئی پہلی

رات کے چاند کے طرح ظاہر ہوئی اور نیز دشمنی کعبہ مکرمہ پر پڑی (عبدالمطلب نے دیکھا تو کہلے قوم قریش! تمہیں مبارک ہو۔ تمہارا بہتر ہوگا۔ واللہ ما استدار هذا النور مني الا ان يكون النضر لنا (خدا کی قسم اس نور کی ایسی شعاع جب بھی مجھ سے ظاہر ہوئی، ہمیں اس کام میں فتح ہی حاصل ہوئی۔

پھر ابرہہ کا آدمی عبدالمطلب کے پاس آیا۔ نظری وجہ عبدالمطلب خضع و بالجلج لسانہ و خرمغشبا علیہ (اس نے عبدالمطلب کے چہرہ کو دیکھا تو جھک گیا۔ ایسا مبہوت ہوا کہ زبان بات کرتے کانپنے لگی۔ اور اسے غش آگیا) اس سے ایسی آواز نکلنے لگی جس طرح گلے ذبح کی جائے تو اس کے گلے سے نکلتی ہے پھر جب اس آدمی کو ہوش آیا آخر ساجد العبد المطلب (عبدالمطلب کے آگے سجدہ میں گر پڑا۔)

ابرہہ ہاتھوں کی فوج لے کر کعبہ مکرمہ کو گرنے آیا تھا۔ سارے ہاتھی ابرہہ کو سجدہ کیا کرتے تھے۔ مگر ایک بڑا ہاتھی جس کا نام محمود تھا۔ وہ اسے سجدہ نہ کرتا تھا جب عبدالمطلب اس کی بارگاہ میں اپنے اونٹ لینے گئے۔ جو اس کے خادم گھیر کر لے گئے تھے۔ تو ابرہہ نے محمود ہاتھی کو حاضر کرنے کا حکم دیا۔ ہاتھی آیا جب اس نے عبدالمطلب کو دیکھا۔ تو گھٹنوں کے بل گرا اور عبدالمطلب کو سجدہ کیا۔ اور بولا السلام علی النور الذی فی ظہر دا عبدالمطلب (اے عبدالمطلب

اس نور پر سلام جو تیری پشت میں ہے) مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۸۶
اعتراض۔ یہاں کوئی کہہ دے کہ نور نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ہوتی حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کی طرف منتقل ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شرم

مادر میں تھے۔ عبدالمطلب میں اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کہاں تھا۔

جواب :- علامہ زرقانی اس کا جواب دیتے ہیں۔ بان النور لم یتقل کله بل انتقل ما هو مادة المصطفیٰ وبقی اثرہ فی صلب اصولہ تنشر بفالجہم یعنی سارا نور منتقل نہیں ہوا تھا۔ بلکہ وہی منتقل ہوا۔ جو مادہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھا۔ اور اس کا اثر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دادوں کی صلیبوں میں رہ گیا ان کی عزت بڑھانے کے لئے (زرقانی جلد ۱ ص ۸۶) جیسا کہ پھول نکل جانے سے ٹوکری میں ابھی خوشبو بوسی رہتی ہے۔

۱۱۔ زرقانی جلد ۱ ص ۱۱ میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ عبد اللہ انہ کان یتلا لا لوزا (گو یا قریش میں ایک چمکتا ہوا نور تھے) عورتیں جناب عبد اللہ پر قربان جاتی تھیں۔ جب دیکھتیں کدن ان نذہل عقولہن (قرب تھا کہ ان کی عقلیں زائل ہو کر پاگل ہو جائیں) قال اهل السیر فلقی عبد اللہ فی زمنہ من النساء فلقی یوسف فی زمنہ من امرأۃ العزیز (اہل سیر کا کہنا ہے کہ عبد اللہ اپنے زمانہ میں عورتوں میں ایسے تھے جیسا کہ سیدنا یوسف علیہ السلام عزیز کی بیوی زلیخا کے سامنے)



ظہور نور

گلشنِ مکہ میں کیسا پھول پھولا نور کا
مست بو میں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ اس آیت مبارکہ کے معنی
اور تفاسیر صحیحے گزر چکیں۔ اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ
والہ وسلم کے ظہور نور کا اشارہ فرمایا ہے۔ اب اس باب میں حضور سمریٰ با نور صلی اللہ
علیہ والہ وسلم کی ولادت با سعادت کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔ کہ آپ کی تشریف
آوری کے وقت کیا نورانی واقعات ظہور پذیر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کے نور کی تجلی عالم دنیا میں کس طرح چمکی۔

۱۔ کعب احبار سے روایت ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضور سمریٰ با نور صلی اللہ
علیہ وسلم کے پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا۔ تو حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا۔ کہ وہ
جنت کے فرشتوں کی کثیر جماعت کے ساتھ زمین پر اترے۔ جہاں اب آپ کی
نورانی قبر ہے۔ وہاں سے ایک مٹھی مٹی لی۔ اور اسے جنت کی نہر نسیم کے پانی سے
گوندھا اس نورانی اور خوشبودار مٹی کو لے کر عرش و کرسی کے گرد بچھرے۔ اور اسکا
اور زمینوں پہاڑوں سمندر وں میں گھوم گئے (مواعظ اللہ فیہ تشریف جلد ۱ ص ۳۲)
فائدہ ۴ :- سلیمان ندوی نے سیرت النبیؐ میں ایسی روایات کو قابل تسلیم
نہیں سمجھا۔ اور سیرت النبیؐ جلد سوم ص ۳۱ میں علامہ زرقانی کی تعریف یہ کی
ہے۔ کہ یہ محتاط پسند محدثین سے ہیں۔ معجزات غیر مستند کی انہوں نے تردید کی

ہے۔ پس علامہ زرقانی نے ہی اس روایت مذکورہ کی تشریح میں لکھا ہے۔ قال بعض العلماء هذا الايقال من قبل الراي فهو اما عن الكتب القديمة لانه خبرها و
عن المصطفى بواسطة فصوص سل۔

ترجمہ: بعض محدثین نے کہا ایسی بات اپنی رائے سے نہیں کہی جاتی پس یہ کتب
قدیمہ سے نقل کی گئی ہے۔ کیونکہ کعب اخبار یہود کے بہت بڑے عالم تھے۔ چنانچہ
انہوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی صحابی کے واسطے سے
روایت کیا ہے۔ پھر یہ حدیث مرسل ہو گئی (اس کے بعد علامہ زرقانی کہتے ہیں اور
بعض متاخرین نے جو اس حدیث کو ضعیف کہا وہ اس وجہ سے کہ سند ضعیف ہے
یا کتب قدیمہ کی روایت ہے اور وہ بدلی ہوئی ہے۔ علامہ کہتے ہیں ولس کل ما
ينقل من الكتب القديمة مردودا (کتب قدیمہ کی ہر بات مردود نہیں) (زرقانی
جلد ۱ ص ۱۲۷) پھر اگر یہ ضعیف ہے از روئے سند۔ تو جمہور محدثین کا فیصلہ ہے کہ
ضعیف حدیث فضائل میں مقبول ہے (دیکھو منیر العین اعلیٰ حضرت بریلوی)
۲۔ جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں جلوہ فرما ہوئے۔ زمین و آسمان میں
منادی ہو گئی۔ ان عطر و اجوام القدس الا حسنی (عالم قدس کو معطر کر دو) و
نجر و اجماع الشرف الاعلیٰ (چھ طرفوں کو خوشبو سے بساؤ) فقد انتقل النور
الملكوت ال بطن امنة (بیشک وہ چھپا ہوا نور امنہ کے شکم میں منتقل ہو گیا
(زرقانی جلد ۱ ص ۱۲۷))

۳۔ اللہ تعالیٰ نے اس رات رضوان بہشتی کو حکم دیا۔ کہ فردوس کے دروازے
کھول دے۔ اور منادی نے زمین و آسمان میں پکار دیا۔ ان النور المحزون للكلون

الذی یكون منه النبی المهادی فی هذه الليلة لیستقر فی بطن امانة (بیشک)
 وہ چھپا ہوا اور جسے نبی اور مادی بنایا جائیگا آج رات اس نے آمنہ (رضی اللہ عنہا)
 کے پیٹ میں قرار پایا) صبح یومئذ اصنام الدنیا منکوسۃ (اس دن صبح
 کو تمام دنیا کے بت منہ کے بل گرے) اس وقت قحط کا زمانہ تھا۔ فاحضرت الارض
 وحملت الاشجار (زمین سبز ہو گئی درخت پھلدار ہو گئے) (مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۵۱)
 ہم۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ جس رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم
 شکم مادر میں جلوہ افروز ہوئے ان کی دایۃ نطق تلت الليلة (سہراؤ نے اس
 رات کلام کیا) اور کہا حمل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رب الکعبۃ هو
 امام الدنیا و سراجہا (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شکم مادر میں آئے اور
 رب کعبہ کی قسم وہ دنیا کے امام اور دنیا والوں کے چراغ یعنی نور میں) (مواہب
 اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۵۱)

۵۔ عن ابن عباس ان امانة بنت دھب قالت لما فصل النبی صلی اللہ
 علیہ وسلم خرج معہ لوزاء لہ ما بین المشرق والمغرب (مواہب اللدنیہ
 شریف جلد ۱ ص ۱۵۱)

ترجمہ :- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے
 کہا۔ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ایک لوزیہ لہا ہر موعا مشرق و مغرب
 تک روشنی ہو گئی۔

۶۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اس
 وقت میں کہانی تھی کوئی عورت و مرد میرے پاس نہ تھا۔ اور عبد المطلب کعبہ کا حوا ف کر رہا

تھے۔ میں نے ایک زبردست آواز سنی۔ مجھے خوف لگا۔ ناگہاں ایک سفید جانور
 کو میں نے دیکھا۔ اس نے میرے دل پر اپنے پر ملے۔ میرا خوف جاتا رہا پھر ایک
 سفید سی شے پیٹے کیلئے لائی گئی۔ فتاوت فاصباہی (اور عال) میں نے اسے
 پیرا ایک نور بند ہوا۔ پھر میں نے اپنے قد والی عورتیں دیکھیں۔ جو میرے گرد احاطہ کئے
 نقیض میں متعجب ہو کر خوف زدہ ہو رہی تھیں۔ انہوں نے کہا۔ اے بیدہ خوف نہ کر
 میں فرعون کی بیوی آسیہ ہوں۔ اور یہ مریمؑ مادر عیسیٰ اور یہ دو لو حضرتؑ ہوا اور حضرت
 سارہ ہیں۔ اور یہ ہمارے ساتھ عورتیں ہیں۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ زمین و آسمان کے
 درمیان سفید ریشمی چادر پھیلا دی گئی ہے۔ علامہ زرقانی یہاں فرماتے ہیں تعظیم اولاد
 دتہ صلی اللہ علیہ وسلم (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت تعظیم کیلئے
 ایسا کیا گیا) زرقانی نے اس روایت سے انکار نہیں کیا (زرقانی مع مواہب جلد ۱ ص ۱۱۱)
 ۷۔ عن فاطمہ بنت عبد اللہ قالت لما حضرت ولادۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم رايت البیت جبن رفع ای نزل من لطنی امہ قد امتلا نور اور ایت النجوم
 قد نوحی طقت انھا سققت علی رواۃ البیہقی (مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۱۱)
 ترجمہ :- فاطمہ بنت عبد اللہ صحابیہ سے روایت ہے۔ کہما جب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے میں نے دیکھا ایسا نور چمکا کہ سارا گھر روشن ہو گیا اور
 میں نے دیکھا کہ ستارے آسمان سے ٹپک کر زمین کے قریب آگئے حتیٰ کہ میں نے
 خیال کیا کہ ابھی مجھ پر گرے۔

فائدہ :- سلیمان ندوی نے سیرۃ النبیؐ میں اس روایت پر بھی اعتبار نہیں کیا مگر
 علامہ زرقانی اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ کہ علامہ زرقانی نے اس روایت کو صحیح کہا ہے

اور علامہ ابن حجر نے فتح باری شرح صحیح البخاری میں کہا شاهد حدیث العربیہ
 (اس کی صحت کی شاهد حدیث عربیہ ہے) طبرانی اور ابن البر نے بھی اسے روایت
 کیا۔ اور حدیث عربیہ یہ کہ عربیہ بن ساریہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا میں خاتم النبیین ہوں۔ میں دعائے ابراہیم ہوں۔ میں بشارت عیسیٰ ہوں۔
 میں اپنی ماں کا خواب ہوں۔ وان ام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأت حین
 وضعته فزاضات له قصور الشام قال الحافظ ابن حجر صححه ابن حبان (رزقانی
 مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱۱۶)

ترجمہ :- بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں نے دیکھا جب کہ آپ
 پیدا ہوئے۔ ایک نور چمکا شام کے محل نظر آئے (اسی چمک پڑی) حافظ ابن
 حجر عسقلانی نے کہا کہ اس حدیث کو ابن حبان نے صحیح کہا ہے۔

۸۔ روی ابن سعد عن ابی الجعاء مرفوعا قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 رأت امی حین وضعنی سلطع. منھا فزاضات له قصور بصری (رزقانی جلد ۱ ص ۱۱۷)
 ترجمہ :- ابن سعد نے ابو الجعاء سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا۔ جب میری ماں نے مجھے جنا ایک نور چمکا بصری کے محل روشن ہو گئے۔
 (سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۵۳)

۹۔ حدیث نمبر ۷ جس سے میں جو حدیث فاطمہ بنت عبد اللہ گزر چکی ہے۔ علامہ
 شہاب خفاجی مصری نسیم الریاضی مطبوعہ مصر جلد ۳ ص ۲۷۵ میں یہی حدیث لکھتے
 ہیں۔ و رأت عن تدلی النجوم و ظہور النور الا النور لا تری شیئا غیر النور و الظاهر
 ان تدلی النجوم علی ظاہرہ قال ابو میری ۷

قدلت زمر الجوز المیه : فاضاعت بهنوعها الارحاء
ترجمہ :- فاطمہؑ نے ستارے شکستے دیکھے اور ظہورِ نور یعنی نورِ ہی نور دیکھا
سوائے نور کے کچھ نہ دیکھا۔ ستاروں کا ٹکنا ظاہری حالت میں تھا (یعنی بالکل
حقیقت میں ٹٹک آئے تھے)۔ امام ابو صیری نے قصیدہ ہمزہ میں فرمایا (ترجمہ
شعر) روشن ستارے اُن کی خاطر ٹٹک آئے۔ اور سب اطراف روشن ہو گئے۔
۱۰۔ قول الشفاء ام عبد الرحمن بن عوف لما سقط صلى الله عليه وسلم
على يدي اى وضعته امه واستعمل سمعت قائلا رجلك الله واضاء لى
ما بين المشرق والمغرب حتى نظرت الى قصور الروم (کتاب الشفاء فی عیاض
مع شرح نسیم الریاض جلد ۳ ص ۲۷۷)

ترجمہ :- عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت شفاء رضی اللہ
عنہا کا قول ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اپنے ہاتھوں پر لیا یعنی
آپؐ کی والدہ نے آپؐ کو جُنا اور بولے۔ کسی کہنے والے سے میں نے رَجَمَکَ اللہ
کہتے سنا۔ اور مشرق و مغرب کے درمیان میرے لئے ایسی روشنی چمکی کہ میں نے روم
کے محلوں کو دیکھ لیا۔

۱۱۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپؐ پیدا ہوئے ہیں نے بہت
سے جاؤر دیکھے جن کی پوچھ زمر کی تھی اور پریا قوتی تھے (مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۱۲)
۱۲۔ سیدہ آمنہؑ فرماتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت میری بصارت کا وز تیز کر دیا۔
میں نے زمین کو مشرق و مغرب تک دیکھا۔ اور میں نے تین جھنڈے دیکھے ایک جھنڈا مشرق
میں نصب ہے ایک مغرب میں۔ ایک جھنڈا کعبہ کی چھت پر نصب کیا گیا (مواہب ص ۱۱۳)

۱۳۔ حضرت آمنہ فرماتی ہیں۔ میں نے فضا میں کچھ آدمی نہایت لوزانی چہرے والے دیکھے۔ اُن کے ہاتھ میں چاندی کے لوٹے تھے۔ علامہ زرقانی کہتے ہیں اسی ملائکہ تشکوا بصورة الرجال (فرشتے تھے آدمی شکل بنے ہوئے) (زرقانی جلد ۱ ص ۱۱۲)

۱۴۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے جس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے آپ کے کان مبارک میں بہشت کے مالک فرشتے رضوان نے کہا۔ البشر یا محمد فما بقی لینی علم الادق اعطیتہ انت اکثر حمد علما و الشیخ محمد قلیا رے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو بشارت ہو رہی ہے کا علم آپ کو دیا گیا۔ اور آپ سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے دلیر ہیں۔ علامہ زرقانی کہتے ہیں۔ یہ حدیث مرسل ہے وحکمہ الرفع اذ لا مجال فیہ للرای (یہ حدیث مرفوع کا حکم رکھتی ہے۔ کیونکہ صحابی اپنی رائے سے ایسا نہیں کہہ سکتا) (زرقانی جلد ۱ ص ۱۱۵)

۱۵۔ حضرت سیدہ عائشہ ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا راوی ہیں۔ کہ مکہ معظمہ میں ایک یہودی رہتا تھا جس رات حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ اس یہودی نے کہا۔ اے قریش! کیا تمہارا ہاں آج رات کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ کہا ہم نہیں جانتے۔ اُس نے کہا۔ دیکھو آج رات اس امت کا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوا ہے۔ اس کے کندھوں کے درمیان ایسی ایسی نشانی (مہر نبوت) ہے۔ قریش گئے پتہ کیا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر ایک لوزانی بچہ پیدا ہوا ہے یہودی قریش کے ساتھ آمنہ کے گھر آیا۔ پیارا لوزانی بچہ اُسے دکھایا گیا جس وقت یہودی کی نگاہ پڑی۔ غش کھا کر یہ کہتا ہوا اگر ابھی اسرائیل سے نبوت چلی گئی تو وہاں اللہ فیہ جلد ۱ ص ۱۱۲)

۱۶۔ حسان بن ثابت صحابی کہتے ہیں۔ میں سات یا آٹھ برس کا تھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک یہودی مدینہ میں چلانے لگا۔ اُسے قوم یہود بالکل رات اُسے قوم یہود بالکل رات۔ لوگ جمع ہو گئے۔ اُسے کہنے لگے۔ تجھے کیا ہو گیا۔ تو کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا۔ آج وہ ستارا آسمان پر طلوع ہوا جس کی بابت کہا گیا ہے۔ (کتب سابقہ میں) کہ وہ احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش کی رات طلوع ہو گا (مواہب جلد ۱۲) ۱۷۔ امام علامہ حافظ جلال الدین سیوطی خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۷ میں علم سے روایت کرتے ہیں لما ولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اشرقت الارض نوراً جب آپ پیدا ہوئے ساری زمین نور سے چمک گئی اور ابلیس نے کہا۔ آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ اب ہمارا کام مشکل ہو گیا۔

۱۸۔ علامہ سیوطی اسی کتاب میں اسی صفحہ پر ہانی مخزولی سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ ارنجس ایوان کسری و سقطت منه اربعة عشر شرافة و خمدت نار فارس و لم یخمد قبل ذالک الف عام و غاصت بحيرة سادة۔ ترجمہ :- نوشیروانی محل لرزاں کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ فارس کی آگ بجھ گئی جو ہزار سال سے نہ بجھی تھی (آتشکدہ کی آگ) اوزبیرہ سادہ خشک ہو گیا) قال ابن حجر فی الامامة انه مرسل (ابن حجر نے اصحاب میں کہا کہ یہ حدیث مرسل ہے)

فائدہ :- سلیمان ندوی نے سیرۃ النبی میں اس روایت کو غیر معتبر لکھا ہے۔ مگر علامہ زرقانی اور امام قسطلانی نے اسے غیر معتبر یا ضعیف وغیرہ کچھ نہیں لکھا۔ حالانکہ ہر دو محدث ایسے مقام پر کچھ نہ کچھ بطور حرج لکھتے جا رہے ہیں یہاں کچھ نہ لکھنا ثابت کرتا ہے کہ یہ حدیث ان کے ہاں غیر معتبر نہیں۔ بلکہ آگے چل کر لکھا قد مرّ الحافظ

بان احادیث الصفات النبویۃ والشمائل داخلۃ فی قسم المرفوع (زرقانی جلد ۱ ص ۱۲۲)
ترجمہ :- حافظ ابن حجر نے تصریح کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صفات
و شمائل کی حدیثیں سب مرفوع قسم میں داخل ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا۔ الا احادیث الثنی فیہا صفتہ صلی اللہ علیہ وسلم داخلۃ
فی قسم المرفوع۔ بالاتفاق (زرقانی جلد ۲ ص ۷۲) یعنی جتنی حدیثیں حضور صلی اللہ علیہ
وسلم کی نعت پاک میں مروی ہیں سب بالا جماع از قسم مرفوع ہیں۔

پس مرفوع حدیث قابل تسلیم ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ آپ کی کسی صفت کا انکار
نہ چاہیے۔ چاہے وہ صفت ضعیف حدیث سے ثابت ہو۔ اور نو شیر وانی محل لہ نہ
والی حدیث کو تو حافظ ابن حجر مرسل کہتے ہیں۔ اور حدیث مرسل حجت ہے پھر اس کا کہوں
انکار ہے۔

۱۹۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۵۲ میں حافظ علامہ سیوطی روایت نقل کرتے ہیں۔ کہ
ورقہ بن نوفل اور زید بن عمرو بن نفیل (فاروق اعظم حضرت عمرؓ کا چچا) جب نجاشی
بادشاہ حبش کے پاس گئے تو نجاشی نے پوچھا کہ تمہارے ملک میں کوئی ایسا ایسا بچہ
پیدا ہوا ہے۔ ورقہ نے کہا ہاں! میں نے بھی ایک بت سے سنا ہے

ولد البتی ذلت الاملاک و ذلای الضلال و ادبر الاشراق

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوئے اب سب ملک ذلیل ہوئے مگر اسی جاتی
رہی اور شرک فرار ہوا) زید نے کہا اے بادشاہ! میں بھی ان کی شب و لا و بقیس
پہاڑ پر گیا۔ ایک مرد کو دیکھا آسمان سے اترا۔ دو نو پر سبز رہا۔ کہا شیطان ذلیل ہوا
بت باطل ہوئے۔ امین پیدا ہوئے۔ پھر میں نے دیکھا سطح صفا و یخطف بصری (ایسا)

نورچکا کہ قریب تھا میری آنکھیں اچک لیجائے

۲۰۔ چاند کا کھلونا۔ زرقانی جلد ۵ ص ۲۴۲ بحیرت جلیبہ جلد ۱ ص ۴۷

خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۵۳ میں ذکر ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا رسول اللہ میرے اسلام لانیکی زیادہ وجہ یہ بھی ہے میں نے دیکھا جب آپ مہد میں تھے آپ کیلئے چاند اتر آیا۔ آپ اس سے کچھ بولتے تھے۔ آپ اپنی انگلی مبارک سے جدھر اشارہ فرماتے۔ چاند اُدھر جھک جاتا (یسن کر) حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا میں اس سے۔ مجھے رونے نہ دیتا اپنی طرف مشغول رکھتا۔ مجھے کھلانا (یلجینی عن البکاء) ۵

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھا مہد میں پڑکیا یہ چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا اس واقعہ کو مولوی عبدالحی لکھنوی نے بھی مجموعہ فتاویٰ ص ۴۷ نقل کیا ہے۔

بہرہ نور

ک۔ گیسو۔ ۵۔ دہن۔ ۵۔ ابرو۔ آنکھیں۔ ۵۔ من
تَمْلِیْعَ اَنْ کا ہے چہرا نور کا !

اب وہ نورانی احادیث مستند کتب سے لکھی جاتی ہیں۔ جن میں حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت کا ذکر ہے۔ اور آپ کے سراپا نور پر نیکا واضح بیان ہے۔ ان کے پڑھنے سے عشاق کا ایمان نورانی ہوتا جا بیکجا اور منکر نور بھی انشا اللہ اپنا انکار توڑ کر کچھ محبت کی چاشنی بیکر رہیگا۔ جس بے نصیب کو پھر بھی انکار ہے

اُس کی قسمت۔ سب سے پہلے چہرہ نورانی کا بیان سنئے !

۱۔ سئل البراء كان وجه النبي صلى الله عليه وسلم مثل السيف قال لابل مثل القمر۔ ترجمہ :- براء بن عازب صحابی رضی اللہ عنہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے متعلق پوچھا گیا کہ تلواریں مثل چمکارتھا۔ کہا نہیں بلکہ چاند کی مثل تھا (بخاری جلد ۱ ص ۵۷)

۲۔ عن عائشة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل عليها مسرّاً فابتدق اساراً وروحه ترجمہ :- ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ ایک دفعہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ آپ پر کسی خوشی کی حالت تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پاک کی لکیریں سجی کی طرح چمک رہی تھیں (بخاری جلد ۱ ص ۵۷)

۳۔ قال كعب بن مالك فلما سلمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يدبر وجهه من السرور كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا سار استنار وجهه حتى كان ذقنة قمر۔

ترجمہ :- کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کیا۔ آپ کا چہرہ اقدس خوشی و مسرت سے سجی کی طرح چمک رہا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خوشی کی حالت میں ہوتے۔ آپ کا چہرہ پاک اس قدر نورانی نظر آتا کہ گویا چاند کا ایک ٹکڑا ہے (بخاری جلد ۱ ص ۵۷)

۴۔ عن براء قال ما ريت من ذي لمة احسن في خلقه حمراء من رسول الله صلى الله عليه وسلم ترجمہ :- براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کوئی زلفوں والا سرخ لباس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خوبتر نورانی نہیں دیکھا۔ (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۵۷)

۵۔ كان رسول الله صلى الله عليه وسلم احسن الناس وجهاً واحسن خلقاً (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۵۷) ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ نورانی چہرے والے اور نہایت خلیق تھے۔

۶۔ عن الجری عن ابی الطفیل قال قلت اریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال
لقد کان ابیمن یلمح الوجہ :- (ترجمہ :- جری کہتے ہیں میں نے ابوالطفیل صحابی
رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ کہا ہاں دیکھا ہے
سفید نورانی چہرہ نیکی مائل نہایت خوبصورت تھے (ترمذی جلد ۲ ص ۵۵)

۷۔ قال رجل رجھ صلی اللہ علیہ وسلم مثل السیف قال جابر بن سمیع لابل کان
مثل الشمس والقمر رواہ مسلم (ترجمہ :- ایک مرد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کا چہرہ تلوار کی مانند تھا۔ جابر بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نہیں بلکہ سورج و چاند
کی مثل نورانی تھا (مشکوٰۃ ص ۵۵)

حضرت ملا علی قاری محدث حنفی اس حدیث کی شرح میں مرقات شرح مشکات میں
لکھتے ہیں۔ ای مثل الشمس والقمر فی قوۃ انضیاء و کثرۃ النور (یعنی روشنی کی تیزی
اور نور کی کثرت میں سورج و چاند کی مانند تھے)

۸۔ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازہر اللون ای بیض نیرا کان عرقہ
اللون (مشکوٰۃ مع حاشیہ مختصر مرقاۃ ص ۵۱) (ترجمہ :- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ازہر اللون یعنی روشن آفتاب تھے۔ اور پسینہ مبارک کے قطرات چمکیلے موتی۔

۹۔ امام محدث سنن داؤد حدیث ہذا کی شرح میں لکھتے ہیں۔ قال السجستانی الزہرۃ فی اللغة
اشراق فی اللون وان الزہر اسم الابيض من النور (منادی شرح شمائل مصری جلد ۱ ص ۳۶)
(ترجمہ :- امام سجستانی نے کہا کہ زہر لغت میں چمکیلے رنگ کو کہتے ہیں۔ بیشک الزہر
کے معنی نورانی اور سفید ہونا ہے۔

۱۰۔ ملا علی قاری محدث حنفی جمع الوسائل شرح شمائل مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۶ میں اسی

حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ازہر اسم تفضیل ذیل معناه متلانی اللون المازھر
 الابین المستنیر۔ (ترجمہ :- ازہر اسم تفضیل ہے۔ کہتے ہیں اس کے معنی
 نورانی چمکیلا رنگ سفید اور روشنی کرنے والا ہے۔

۱۱۔ عن ابی عبد اللہ قال قلت للربیع بنت معوذ بن عمرو عن صفی النضر رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم قالت یا نبی اورایتہ رایت الشمس طالعة رواہ الدارنی (مشکوٰۃ ص ۵۱)
 ترجمہ :- ابی عبد اللہ کہتے ہیں میں نے ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کا علیہ مبارک لمحے بتائیے کہ جناب کیسے تھے۔ اُس نے کہا۔ اے بیٹیا !
 اگر تو آپ کو دیکھتا تو چہرہ اوزر دیکھتے ہی پکار اٹھتا کہ سورج نکل آیا۔

۱۲۔ عن جابر بن سمرقہ قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی لیلة اضحیان فجعلت انظر
 الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والی القمر وعلیہ حلۃ حمراء فاذا احواحن عندی
 من القمر رواة الترمذی (مشکوٰۃ ص ۵۱) ترجمہ :- جابر بن سمرقہ کہتے ہیں میں نے پوری
 چاندنی رات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ آپ پر سرخ دھاری دار لباس تھا۔ میں
 کبھی آپ کو دیکھتا کبھی چاند کو۔ پس آپ کا پیارا چہرہ چاند سے خوبصورت تھا۔

۱۳۔ عن ابی صحنی عن المرأة من ہمدان قال حججت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت
 لھا مشعبیہ قالت کالقمر لیلة البدر لہم ارقبلہ ولا بعد مثله (فتح الباری شرح صحیح بخاری مصر جلد ۶)
 ترجمہ :- ابو صحنی کہتے ہیں ایک ہمدانی عورت نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
 ساتھ حج کیا ہے۔ میں نے اس عورت سے پوچھا۔ آپ کی شکل کیسی تھی کہا پوچھو میں رات
 کا چاند تھے۔ میں نے ان سے پہلے نہ ان کے بعد کسی کو ان کی مثل نورانی چہرہ دیکھا۔
 ۱۴۔ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفتاحا لیا وجہہ نلوا القمر لیلة البدر (شمال تبریزی ص ۲۴)

ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکیلا تھا جیسا کہ جو دیوین رات کا چاند روشن ہے
 ۱۵۔ عن ابی صریق قال ما رایت شیئاً احسن من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان الشمس تجری
 فی وجہہ قال الطبری شبہ جویان الشمس بجویان الحسن فی وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :- ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
 نو بابت کسی شے کو نہیں دیکھا (نہ سو بچ نہ چاند کو) اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ سو بچ آپ کے
 چہرہ مبارک میں چل رہے۔ (امام نوری تھا) علامہ طبری اس حدیث کی شرح میں کہتے ہیں :-
 سو بچ کے چلنے سے مراد آپ کے چہرے میں نور حسن کا چلنا ہے (فتح الباری شرح بخاری جلد ۶ ص ۳۶۹)
 ۱۶۔ علامہ بد الدین عینی محدث حنفی عینی شرح بخاری جلد ۷ ص ۳۷۱ میں لکھتے ہیں کہ قطعہ
 قمری ہو جینہ قطعہ قمر (ترجمہ :- حدیث میں جو چاند کا ٹکڑا کہا آپ کی پیشانی چاند کا
 ٹکڑا تھی)۔

۱۷۔ عن المنذر بن جویہ عن ابيه قال رایت وجه رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتل
 کانه مذجبة ای یستنیر (نسائی شریف مع شرح ہندی مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۵۶)
 ترجمہ :- منذر بن جویہ اپنے باپ سے راوی ہیں کہ میرے باپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی
 علیہ وسلم کا چہرہ مبارک دیکھا۔ ایسا چمکیلا تھا گویا نورانی سنہری مائل تھا۔

۱۸۔ کان علی اذا وصف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال وكان وجهه تدويرا مبین۔
 ترجمہ :- جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کیا
 کہتے تھے فرماتے کہ آپ کا چہرہ مبارک گول سفید نورانی تھا (شمال ترمذی ص ۲۶)

۱۹۔ عن علی رضی اللہ عنہ قال لم اقبلہ ولا بعد ولا قبلہ ای عن کمال حسنہ وجمالیۃ جمالہ
 کو نہ حسن من کل احدی ای ان اللہ تعالیٰ اوجہ خلق بہ نہ الشریف علی وجہ لہ

یظہر قبلہ ولا یعدۃ مثله (منادی شرح شامل مصری جلد ۱ ص ۲۳)

ترجمہ :- علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل کوئی نہیں دیکھا۔ نہ اُن سے پہلے نہ اُن کے بعد یعنی کمال حسین اور زینت خوش جمال تھے۔ اور ہر شے سے احسن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کا بدن شریف ایسا فوزانی ایجاد کیا کہ آپ سے پہلے کوئی ایسا نہ بنا نہ آپ کے بعد مخلوق ہوگا۔

۲۰۔ عن ابی بکر بن الصدیق رضی اللہ عنہ قال کان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کدارۃ القمر۔ (ترجمہ :- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک یوں تھا۔ جیسے چاند کا دائرہ۔) (مواہب اللدنیہ شریف جلد ۴ ص ۷)

۲۱۔ اسی طرح کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضور سر اפור صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ فوزانی کو دیکھتے ہی کہا۔ کانہ داتۃ قمر رواہ الطبرانی الہ اثرۃ حوالہ دمی اھالۃ کانہ فی شدۃ لذیضۃ القمر (زرقانی مع مواہب جلد ۴ ص ۷) ترجمہ :- گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک چاند کا گول دائرہ ہے۔ طبرانی نے یہ حدیث روایت کی (علامہ زرقانی کہتے ہیں) دائرہ سے مراد ہالہ ہے۔ جو تیز روشنی کی وجہ چاند کے گرد ہوتا ہے۔ اسی چاند کے ہالہ کی طرح آپ کے چہرہ کے نور کا ہالہ معلوم ہوتا (نہ کہ چہرہ گول تھا)

۲۲۔ نہایہ ابن اثیر میں ہے۔ انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فکان وجہہ المرآۃ یری شخص الجدر فی وجہہ صلی اللہ علیہ وسلم (مواہب اللدنیہ مع زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۴ ص ۷) ترجمہ :- بیشک نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا چہرہ

اور آئینہ تھا۔ دیواریں آپ کے چہرہ میں نظر آتیں یعنی دیواروں کا عکس چہرہ مبارک میں نظر آتا۔

۲۳۔ نہ کان وچھہ صلی اللہ علیہ وسلم وجہ المرأة وکان الجذر تلاحک وچھہ والمعنی ان جذر البیت تری فی وچھہ صلی اللہ علیہ وسلم کما تری فی المرأة وضاعته۔ (ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ منیر آئینہ تھا۔ دیواریں آپ کے چہرہ میں روشن ہوتیں۔ معنی یہ کہ گھر کی دیواریں آپ کے چہرہ اور میں دیکھی جاتی ہیں جیسا کہ آئینہ میں دیکھی جاتی ہیں۔ ایسا نورانی شفاف چہرہ تھا (جمع الرسائل بشرح الشہائل ملا علی قاری جلد ۲ ص ۱۴۷)

۲۴۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی۔ سوئی گر پڑی۔ میں نے تلاش کی نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ نقیبت الابرہ بشعاع نور وچھہ (آپ کے چہرہ نورانی کی روشنی سے سوئی نظر آ گئی) میں نے آپ سے یہ قصہ بیان کیا۔ فرمایا یا حمیرا الولی ثلاثا لمن حرم النظر الی وجہی (اے حمیرا اس پر افسوس تین بار جس نے میرا چہرہ نہ دیکھا) (خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۳)

۲۵۔ عن عائشہ قالت نظرت الی ابی صلی اللہ علیہ وسلم وهو یخسف نعلہ و قد عرق جبینہ وجعل عرقہ یتولد نوراً فمحتت فقال مالک تبصین فقالت نظرت لعزتک یتولد نوراً فلوراک ابو کثیر الہذلی لعلمک انک حق بقولہ ۵ واذ انظرت الی اسرۃ وچھہ :- برقت کبرق العارض المقتضی ترجمہ :- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ

میں نے ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنا جوڑا مبارک گانٹھ
 رہے تھے اور پیشانی مبارک پر پسینہ کے قطرے تھے۔ ان پسینہ کے قطرے
 نورنگل رہا تھا۔ میں ایسے نورانی چہرہ پر حیران ہو رہی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا۔ اے عائشہؓ تو کیوں حیران ہے۔ میں نے عرض کیا۔ میں آپ کے پسینہ مبارک
 کو دیکھ رہی ہوں۔ نور جلوہ نکل رہا ہے۔ اگر آپ کو ابو کثیر ندی شاعر دیکھتا تو جان لیتا
 کہ اس کے اس شعر کے زیادہ حقدار آپ ہی ہیں۔ یعنی یہ شعر صرف آپ کی شان میں
 درست ہے (تذکرہ قدح) میں نے جب محبوب کے چہرہ کی نگاہیں دیکھیں۔
 یوں چمکتی تھیں جیسے بادل سے بجلی کو نکلتی ہے (نسیم الریاض شرح شفا قاضی عیاض
 مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۲۶)

۲۵۔ قالت عائشہ رضی اللہ عنہا کانت ادخل الخیط فی الابرة حال الظلمة لیس فی
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نسیم الریاض مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۲۸)
 تذکرہ :- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم کے چہرہ نور کی روشنی سے اندھیرے میں سوئی میں دھماکہ ڈال لیا کرتی تھی۔
 ۲۶۔ عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبیط علی جبریل
 فقال یا محمد ان اللہ تعالیٰ یقول کسوف حسن یوسف من نور الکرمی و کسوف ذر جحش
 من نور شی (تذکرہ :- ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے۔ کہا۔
 یا محمد اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے حسن یوسف کو نور کرمی سے منور کیا۔ اور آپ
 کے چہرہ مبارک کو اپنے عرش کے نور سے نورانی بنایا (شرح شفا علی قاری جلد ۱ ص ۳۳۸)

کہ وہ ہے (کیا نام ہے) ہمارے ساتھ ایک عورت شتر سوار تھی۔ بولی انا ضامندۃ لمن البعید
 رایت وجہ رجل مثل الفخر لیلة الدرداء یخنیس بکمر (میں اونٹ کی قیمت ادا کرونگی
 میں ضامن ہوں۔ میں نے اس آدمی کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی مثل دیکھا ہے
 ایسا آدمی تمہیں نقصان نہ دیگا) پس صبح ہوئی ایک آدمی کھجوریں لایا اور کہا میں
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا ہوں۔ یہ لو کھجوریں پہلے کھا لو پھر اپنے اونٹ
 کی قیمت کی کھجوریں تولو۔ ہم نے ایسا کیا۔ پوری نکلیں۔ ایک روایت میں ہے
 آپ نے قیمت سے بیس صدق زیادہ بھیجیں کہ یہ تمہاری مہمانی ہے تم مسافر ہو۔
 (شفا شریف مصری جلد ۲ ص ۴۷۷)

۳۴ - قالت ام معبد هو صلی اللہ علیہ وسلم اجمل الناس من بعید واحلاه
 واحسنه من قریب (شفا شریف جلد ۱ ص ۲۴۷) (ترجمہ :- ام معبد کہتی ہیں
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم دور سے سب لوگوں سے خوش جمال نظر آتے۔ اور قریب
 جو بیٹھتا تو نہایت شیریں کلام اور سب سے خوبصورت لورانی چہرہ تھے۔

۳۵ - زرقانی علی المواہب مطبوعہ مصر جلد ۴ ص ۹۱ میں ہے۔ قال ابن ابی خثیمہ
 کان صلی اللہ علیہ وسلم جلی الجبین اذا طلع جبینه واطلع برجمہ علی الناس عند
 اللیل کانه السراج المتوقد یتلألاً (ترجمہ :- ابن ابی خثیمہ سے روایت ہے
 کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہایت لورانی پیشانی تھے۔ جب اندھیری رات میں
 آپ کا چہرہ مبارک لوگوں کے سامنے آتا تو گویا ایک لورانی چراغ سے چمکنے والا۔

۳۶ - آخری مرض الوفا میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر کو
 امام بنا کر نماز پڑھو۔ ابو بکر نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ نے میرے دن پردہ ہٹا کر

جہاں کا حضرت انسؓ کہتے ہیں۔ آخر نظر تو نظر تھا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کشف الستارۃ یوم الاثنين فظفر فی الی وجہہ کا نہ ورقۃ مصحف (شمال ترمذی ص ۲۴)
ترجمہ :- میں نے آخری نگاہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈالی (اس کے بعد آپ کو
نہ دیکھا پھر آپ کا وصال ہو گیا) پیر کے دن پردہ دروازہ کا کھلا پس میں نے آپ کے
چہرہ مبارک کو دیکھا گویا قرآن مجید کا ایک نورانی صفحہ ہے۔

فائدہ :- قرآن مجید کو بھی اللہ تعالیٰ نے نور فرمایا ہے پس آپ نور کا ایک ورقہ
ہوئے۔ تو آپ بھی نور ہی ہوئے۔ علامہ منادی شرح شمال جلد ۲ ص ۲۰۴ میں اس
حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ای حسین الوجہ وصفاء بشراہ وسطوع المجال و
استنارتہ (نور بصورت چہرہ والے صاف بشرہ والے چمکتے و منکے جمال والے)
اور ملا علی قاری جمع الرسائل شرح الشمال مصری جلد ۲ ص ۲۱ میں اسی حدیث
کی شرح میں لکھتے ہیں۔ فرغ صلی اللہ علیہ وسلم الحجاب فلما دفع لنا وجہہ ما نظرنا
منظر اقطاف وجہہ ورقۃ مصحف (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پردہ اٹھا یا جب
آپ کا چہرہ انور ظاہر ہوا ایسا منظر و نظارہ بھی نہ دیکھا کافی ہے یہ کہنا کہ آپ کا چہرہ
قرآن مجید کا ورقہ ہے)

۳۷۔ علامہ قاسمی مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات ص ۱۱ میں فرماتے ہیں۔
کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعنی البیت المظلم من نور (ترجمہ :- نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اندھیرے گھر کو اپنے نورانی چہرے سے روشن بنا دیتے تھے۔

۳۸۔ مکہ مکرمہ میں بارش بند ہو گئی۔ تو اہل مکہ ابو طالب کے پاس آئے کہ بارش
طلب کرے۔ اُن دنوں وہ سردار مکہ تھے۔ فخرج ابو طالب معہ غلام کا نہ شمس

دجن (زندگانی جلد ۱ ص ۱۸۹) یعنی ابوطالب نکلیے اور ان کے ساتھ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم بھی تھے۔ جو ابھی کم سن تھے۔ اور آپ کی تصویر منیر ایسی تھی جیسے بادل کا سورج۔ زندگانی کہتے ہیں۔ فان الشمس يوم النجم حين ينبغي سما بها الوضيق تكون مفيدة مشرقة مقبولة للناس ليست محزنة (شمس دجن باں وجہ کہا کہ ابر کے دن رقیق بادل پھٹنے پر آفتاب جب چمکتا ہے۔ تو اس میں حرقت و سوزش ہونے کے باعث لوگوں کو مرغوب و مقبول ہوتا ہے) ابوطالب آپ کو یک بارش مانگئے گئے۔ آپ اس وقت کندھے پر بیٹھے تھے۔ دعا کی گئی۔ بارش مانگی گئی۔ نورانی چہرے مبارک کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ بارش نازل ہوئی اور خوب ہوئی اس وقت ابوطالب نے کہا۔ (نسیم الریاض جلد ۱ ص ۳۲)

وابین يستقي الغمام بوجهه : مثال اليتامى عصمة للارامل (بخاری)
ترجمہ :- وہ نورانی چہرہ جس کے طفیل بارش مانگی جاتی ہے یتیموں کی پناہ اور بویہ اور
کا محافظ۔

۳۵۹۔ لاہور کے مشہور اولیاء میں سے حضرت شاہ ابوالمعالی قادری الکرمانی علیہ
الرحمة اپنی کتاب زعفران زار ص ۳ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ اشعار
نقل کرتے ہیں :-

فلو سمعوا في مصر اوصاف خده : لما بدوا في اليوم يوسف من نقدي
توحى زليخا اور اين جيبى ! : لا تزن باقطع القلوب على ايدي
ترجمہ :- اگر آپ کے رخسارے کے انوار و خوبیاں مصر وائے سن لیتے تو
يوسف علیہ السلام کے لئے اس دن نقدی خرچ نہ کرتے (۲) زليخا کو طامنت

کرنے والیاں اگر میرے حبیب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھ لیتیں تو بجائے
ہاتھوں کے اپنے دلوں کو کاٹ لیتیں۔

۴۰۔ علامہ ابن البر نے استیعاب جلد ۱ ص ۱۶۱ میں روایت کیا ہے۔ کہ جب حضور
پر نور صلی اللہ علیہ وسلم توک سے واپس تشریف لائے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ
نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی تعریف میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا
کہہ لے۔ تو حضرت عباس بولے ۵

وانت لما ولدت اشرفت الا : ومن مضاعت بنورك الا فاق

ووجهك البدران يضيئ ومن : شمعك الليل يحلب النسي

ترجمہ :- جس دن آپ (یا رسول اللہ) پیدا ہوئے زمین روشن ہو گئی اور آپ
کے نور سے فضلے آسمان تک روشنی پھیلی اور آپ کا چہرہ چودھویں رات کا چاند
ہے۔ جو روشنی ڈال رہا ہے۔ اور آپ کے بال مبارک کی سیاہی گویا رات ہے حضور
پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سارا لمبا قصیدہ سن کر فرمایا ایک روایت
میں ہے پہلے ہی فرمایا لا یغضض اللہ فاک (تیرا منہ شکستہ نہ ہوگا) مواہب اللذیہ جلد ۳ ص ۱۳

۴۱۔ حجة الاسلام حضرت امام غزالی احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۱۲ میں نقل

کرتے ہیں۔ کان صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس وجها واوزحمہ (آپ صلی اللہ
علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ نفاذی چہرہ تھا) درصفہ صاحبہ ابوبکر الصدیق
رضی اللہ عنہ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے دوست نے آپ کی خوبی بیان

کی) بقول فرمایا ۵

امین المصطفیٰ للخیر یلعو ! : کفوء البدر زائلہ انطلا ۳

ترجمہ: مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امین لقب والے کی طرف بلاتے ہیں۔
 چہرا چودھویں رات کا چاند ہے اس سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔
 ۱۲۴۔ دربار رسالت کا شاعر جسے جبرائیل علیہ السلام مدد دیتے تھے مداح الرسول
 حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے اشعار علامہ ابن البر نے استیعاب جلد ۱
 ص ۱۲۵ میں نقل کئے کہا ہے

مقیب دؤنی الدجی البھیم جبینہ : یلح مثل مصباح الدجی منوقد
 ترجمہ :- جب سخت اندھیری رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جبین مبارک
 (چہرا اقدس) ظاہر ہوتا تو اندھیری رات کے چراغ کی مثل روشنی دیتا۔
 ۱۲۵۔ کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ جب اسلام قبول کرنے کو آئے قصید بابت
 سعاد آپ کی تعریف میں لکھ کر لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پڑھا
 جب اس شعر پہنچے۔ آپ نے اپنی چادر مبارک انعام کے طور پر بخش دی۔
 شعر یہ ہے

ان الرسول سیف یستضاء بہ : محمد من سیوف اللہ المسلول
 ترجمہ :- یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تلواروں سے
 ایک ننگی دھار دار تلوار ہیں جن سے لورائیت حاصل کی جاتی ہے (استیعاب
 جلد ۱ ص ۲۴۷)

حضور کی وہ چادر مبارک جو آپ نے کعب بن زہیر کو دی ان کے وارثوں
 سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۲۰ ہزار درہم کو خرید لی۔ (زرقانی جلد ۳ ص ۵۹)
 ۱۲۶۔ مالک بن عوف صحابی رضی اللہ عنہ جب اسلام لانے کو آئے چہرا نور دیکھ کر بول

اٹھے

ماں راہیت دلا سمعت بما دی : فی الناس کلہم کمثل محمد
ترجمہ :- میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل (نورانی چہرا) تمام لوگوں میں نہ
کسی کو دیکھا نہ کسی کو سنا (استیعاب جلد ۱ ص ۲۴۷)
۲۵۔ عبد اللہ بن الزبیری صحابی رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کرتے
ہیں اور کہتے ہیں (استیعاب جلد ۱ ص ۳۵۶ دیکھو) :-

وعلیک من سمة الملیل علامة : نورا غرا وخاتہ مختوم !
ترجمہ :- یا رسول اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی نشانیوں سے (دونشانیوں میں)
ایک چمکتا نور (نورانی چہرا) دوسری مہربوت :-
۲۶۔ ابن عباس صحابی کے سامنے عامر بن داؤد صحابی رضی اللہ عنہا نے قصیدہ
پڑھا۔ یہ شعر بھی تھا :-

ان النبی هو النور الذی کشتطت : بہ عما یات ما فینا و بائنا
ترجمہ :- بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں۔ آپ کی ذات پاک سے
ہمارے اگلے اور پچھلے سب اندھیرے دور ہو گئے (مگر اسباب دور ہو کر ظاہر و
باطن نور ہو گیا) (استیعاب جلد ۱ ص ۳۴۷)

فائدہ :- اس شعر میں صحابی نے آپ کو نور کہا اور صحابی کے سامنے کہا
دوسرے صحابی ابن عباس مفسر اعظم اور اسلام کے فقیہ بے مثل تھے۔ اگر حضور
نور نہیں تھے یا آپ کو نور کہنا درست نہیں تو صحابی نے کیوں کہا۔ اور مفسر اعظم صحابی
نے کیوں نہ رد کیا۔ لیکن ہمارے زمانہ کے بعض مولوی نور کہنے سے روکتے ہیں اور آپ کو نور

کہنے والے کو مشرک جانتے ہیں۔

۴۷۔ عمرو بن سالم صحابی رضی اللہ عنہ کے آپ کی شان میں قصیدہ کہا۔ یہ شعر بھی تھا۔

فیہم رسول اللہ قد تجر دا : ابیض مثل البدر مینو معدا
ترجمہ :- ان میں اللہ کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے چودھویں رات کے
چاند کی مانند فزانی چہرہ والا اور نور ترقی پر ہے۔ (استیعاب جلد ۲ ص ۴۶۶)
۴۸۔ علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ معہ زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۸ ص ۳۱۰ میں
حضرت عبد اللہ بن جابر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ شعر نقل کئے ہیں۔

بہ اجاب اللہ اذ دعا ! : ونجی فی بطن السفینۃ نوح

دماضت النار الخلیل لنورہ : ومن اجلہ قال الفداء ذبیح

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے (اس نوری چہرے والے پیار حبیب) کی طفیل آدم علیہ
السلام کی دعا منظور فرمائی۔ اور نوح علیہ السلام نے بھی اسی کے طفیل کشتی میں طوفان
سے نجات پائی اور اسی نور کی طفیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ نے تکلیف نہ
دی۔ اور اسی کی طفیل حضرت اسمعیل علیہ السلام کے لئے قربانی کا دنبہ آیا۔

تنبیہ۔ ایک غیر مقلد مولوی نے بڑے زور سے اپنی تقریر میں کہا کہ آدم علیہ السلام
کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بنانا بالکل غلط ہے کہیں ثابت نہیں اس روایت
کو پڑھ لیں اور حوالہ نوٹ کر لیں۔ اور ایسا عقیدہ رکھنے والے حضرت عبد اللہ بن جابر
صحابی ہیں۔ بریلوی مولوی نہیں کہ فتویٰ لگا دو گے۔ اس پر علامہ زرقانی اور امام قسطلانی
شارح بخاری کی جلالت قدر بھی دیکھ لیں۔ کہ انہوں نے اس روایت پر کوئی جرح و

قدح نہیں۔ کہ نیز آدم علیہ السلام کا حضور کو وسیلہ بنانا تو اور بھی کئی مستند کتابوں سے ثابت ہے۔

۴۴۔ زرقانی جلد ۴ ص ۷۷ میں حضرت عبداللہ ابن رواحہ صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ شعر نقل ہے۔ جو صفت چہرہ پاک ہے ۷

ولم یکن فیہ آیات مینتہ ۷ کانت بدیحۃ تنبیک بالخبر

(شفا جلد ۲ ص ۴۲۹)

ترجمہ :- اگر ظاہری معجزات نہ بھی ہوتے۔ تو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نورانی چہرہ نبوت کی خبر دے رہا ہے (کہ ایسے نورانی چہرے والا ضرور نبی ہے) ۵۰۔ حضرت حسان بن ثابت صحابی رضی اللہ عنہ شاعر و دربار رسول کا شعر (نسیم آرائین جلد ۳ ص ۷۷) ۷

فراضارہ علی البریۃ کلھا ! ۷ من یجد للنور المبارک یحقدی ۷
ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور نے ساری دنیا کو روشن کر دیا۔ جس نے اس نور سے ہدایت پائی۔ پس وہ ہدایت یافتہ ہے۔

۵۱۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری نے حواصی اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۴ ص ۹۱ میں حضرت ابن ابی خنیسہ کے یہ اشعار مزید نقل کئے ہیں ۷

۱۔ جبینہ مشرق من فوق طرۃ ۷ یقلوا الضیاء لیلہ واللیل کافرا

۲۔ بالمسک خلعت علی کافور جبینہ ۷ من فوق ذواتھا میںنا صفا ثرۃ

۳۔ مکمل الخلق لا تمحی خصائصہ ۷ منفر الحن قد قلت نظائرۃ

ترجمہ :- ۱۔ نکان المعنی صان جبینہ یزید لکثرة نرۃ فیجا وزفا صیتہ ویشتر

- ۱۔ الایا صاحب الوجه المبلع : سالتک لا تغیب فانت روحی
 ۲۔ متی غاب شخصک عن عیانی : رجعت فلا تری الا صریحی
 ۳۔ بحقک جد لرفاک یا حبیبی : وداوی الوعة القلب المجروح
 ترجمہ :- ۱۔ اے یلیح نورانی چہرے والے میں سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے
 غائب نہ ہوں۔ کیونکہ آپ جناب میرے بدن میں روح کی مثل ہیں۔
 ۲۔ جس وقت آپ کا وجود اظہر میری نظروں سے چھپ جائیگا۔ پھر آپ رجوع
 فرمائیں گے۔ تو دیکھیں گے کہ میری لاش ہی پٹری ہوگی۔
 ۳۔ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم اپنی شانِ اعلیٰ کا مدد اپنے غلام پر
 کر کے بھیجئے اور زخمی دل کی بے حد تکلیف کا علاج فرمائیے۔
 فائدہ :- یہ بھی یاد رکھئے کہ یہ بزرگ حضور کو غائبانہ پکار رہے ہیں یا رسول اللہ
 کہنا بھی ثابت ہوا۔

۴۵۔ انہی شیخ المشائخ حضرت شیخ شاذلی کے دیگر نعتیہ اشعار سن لیجئے
 جو امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۴ ص ۱۸ میں نقل کئے ہیں۔

- ۱۔ کہ فیہ لا بصار من مدہش : کہ فیہ لا روح را ح مسکر
 ۲۔ بسحان من انشاء من سبحانہ : بشرا با سرار الخیوجا یشم
 ۳۔ فجمالہ عجلی لكل جمیلۃ ! : ولہ مزار لكل وجہ نیر
 ۴۔ جنات عدن فی جنی وجنانہ : ودلیلہ ان المرآشف کوثر
 ترجمہ :- ۱۔ بہت سے ایسے ہیں جن کے سن سے آنکھوں کو دہشت ہوتی ہے
 اور بہت سے ایسے ہیں جن کے سن سے دھیں مست ہوتی اور درخت پانی ہیں۔

۲۔ پاک ہے وہ ذات (اللہ تعالیٰ) جس نے اپنے نور سے ایک ایسا بے مثل بشر پیدا کیا جو غیب کے تمام رازوں کی خبر دیتا ہے۔

۳۔ ہر خوبصورت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال زیادہ خوبصورت ہے اور آپ ایسے منبع نور ہیں جس سے ہر نور نے روشنی پائی۔

۴۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں رخسارے جنت کی خوشبو ہیں اس کی دلیل یہ ہے کہ دونوں ہونٹوں کے درمیان کوثر حوض ہے (لب مبارک)

۵۵۔ امام ابن المحادی محدث کا یہ شعر زرقانی جلد ۴ ص ۸ میں درج ہے جو آپ کی نعت ہے۔

يقولون يحيى البدر في الحسن وجهه : ويدر الدجى عن ذالك الحسن ينحط ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ نور کو بدر سے حکایت کرتے ہیں۔ یعنی بدر کہتے ہیں اور بدر تو آپ کے حسن سے مستنیر (نور لینے والا) ہے۔

۵۶۔ علامہ شیخ بدر الدین الزکشی محدث مالکی کے اشعار نفیہ مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۵ ص ۶۹

۱۔ کالبد من ای النواحي جنتہ : يهدى الى عينيک نور افاقبا

۲۔ کالشمس فی کبد السماء وضوہا : یفتی البلاد مشارقا و مغاربا

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم چودھویں رات کے چاند کی طرح ہیں جس طرح سے بھی تو آپ کے سامنے آئینہ گاتیری آنکھوں میں چمکتا نور سامنے آئے گا۔

۲۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی سورج کی طرح نور ہیں۔ اسی سورج کی طرح آپ کا نور بھی دنیا کے مشرق و مغرب کو روشن کر رہا ہے۔

۵۷۔ امام سیدوطی نے خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۵۲ میں نقل کیا۔ کہ عثمان بن حویرث نے ایک بُت سے آواز سُنی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔

تردی لملوود اذ اذارت بنورہ ! : : : جمیع فجلیح الارض بالشرق والغرب
ترجمہ :- نورانی مولود کے پیدا ہونے پر بُت گر پڑے اور اس مولود مسعود کے نور سے
زین کا مشرق و مغرب روشن ہو گیا۔ (ساری زین نورانی ہو گئی)

۵۸۔ ہندوستان کے مشہور محدث حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے مشہور اشعار
نعتیہ جو تفسیر عزیزی میں موجود ہیں۔ یہاں نقل کر رہے ہیں۔

یا صاحب الجمال و سید البشر : : : من و جھلک المیر لہد نور القمر

لا یمنک الشفاء کما کان حقہ : : : بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مخضر

ترجمہ :- اے صاحب جمال اور آدمیوں کے سید آپ کے روشن و نورانی چہرہ سے چاند
روشن ہوا۔ آپ کی پوری تعریف درجہ امکان سے خارج ہے۔ خدا تعالیٰ کے بعد آپ ہی
بزرگ ہیں اور بس۔

۵۹۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں رات کو میرا اونٹ گم
ہو گیا۔ مجھے تلاش کرتے صبح ہونے آئی۔ میں نے غیب سے ایک آواز سُنی :-

یا ایھا الراقد فی اللیل الاثم : : : قد یعث اللہ نبیاً یا لحرم

من حاشمہ علی الوفاء والکرم : : : بجلود جنات اللیبالی والہمم

ترجمہ :- اے سخت اندھیری رات میں سونے والے اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ (حرم)
میں ایک نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) بھیجا ہے جو باشمی نسل ہے کہ وہ اہل وفا و اہل
کرم ہیں۔ اس نبی کے چہرہ نور سے نہایت سیاہ راتیں روشن ہو جاتی ہیں (سیر حلبیہ)

فائدہ :- صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ اعلیٰہم اجمعین اور اولیائے عظام و علمائے امت علیہم الرحمۃ جو امت میں شہرہ آفاق ہستیاں ہیں۔ ان کا کلام ثابت کر رہا ہے کہ تمام اپنے اقلے مدنی حضور سر اسرہ نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر کس قدر قربان و فدا ہو رہے ہیں۔ آپ کی نعت و صفت سنتے سنانے چلے گئے۔ اور اسی کو اپنا ایمان سمجھتے رہے۔ ان میں سے کسی ایک کی نسبت بھی مجھے نہیں سے ثابت نہیں ہوا۔ کہ اُس نے کہا ہو۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور نہیں۔ یا آپ کو نور کہنا آپ کی توہین ہے بلکہ آپ کا نور ہونا ثابت کر رہے ہیں۔ نمبر ۶۷ پھر ٹیپہ لو۔ صحابی کا عقیدہ صفا ظاہر ہے پس اتنے بزرگوں کے خلاف عقیدہ رکھنے والا یقیناً گمراہ ہے۔

اعضائے نور

شمعِ دل - مشکوٰۃ تن - سینہ زجاجہ نور کا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا

حضور سر اسرہ نور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اعضائے مبارک سب نور ہی نور تھے۔ جیسا کہ حدیث نور سے ثابت ہے۔ جو پیچھے گزر چکی۔ آپ نے دُعا مانگی۔ کہ اے اللہ! میرے ہر عضو کو نور بنا دے۔ دُعا یقیناً منظور ہو گئی۔ آپ نور ہی نور سر اسرہ نور ہو گئے۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ احادیث شریفہ میں اعضائے مبارک کی نورانی صفت علیحدہ علیحدہ بھی بیان ہے۔ ملاحظہ ہو۔

جبین نور۔ امام غزالی نے احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۱۲ میں نقل کیا۔ کان صلی اللہ علیہ وسلم واسع الجبۃ وكان ابلج ما بین المجاہدین کان ینفخهما الفضة المخلصة۔ ترجمہ: حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کثادہ پیشانی تھے۔ اور دونو ابرو کے درمیان ایک نورانی چمک تھی۔ گویا خالص چاندی ہے۔

نورانی ناک۔ علامہ علی قاری محدث حنفی جمع الوسائل بشرح الشائل مصری جلد ۳ ص ۳۱ میں نقل کرتے ہیں۔ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی العزین لہ نور یعلوہ یحسبہ من لم یتاملہ فیہ اشتمای ولنور علاہ بحیث یمنع الناظرین من التفکر فیہ ولوامعن النظر حکم بانہ لیس اثم۔

ترجمہ:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناک مبارک بلند تھی۔ اور اس پر نور یوں روشن تھا کہ جو غور سے نہ دیکھتا ناک مبارک کو بہت بلند خیال کرتا یعنی نور کی جھلک دیکھنے والوں کی نظر پورے طور پر چہرہ مبارک پر جمنے نہ دیتی۔ اور اگر عرضہ تک گہری نظر سے دیکھتا رہتا تو پھر ناک مبارک کی اصلی لمبائی معلوم ہوتی۔

نور چشم۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم یری باللیل فی النظمۃ کما یری بالخاف فی الضوء بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اندھیری رات میں ایسا ہی دیکھتے تھے جس طرح کہ آپ دن کو دیکھتے تھے (جمع الوسائل بشرح الشائل جلد ۱ ص ۴۶)

گردن مبارک۔ ۱۔ زرقانی جلد ۴ ص ۹۲ میں ہے۔ فی حدیث ہذا کان عنقہ جید دمیۃ فی صفاء الفضة (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک بہت عمدہ چاندی جیسی صفائی والی سفید و نورانی تھی)

۲۔ مواہب اللدنیہ جلد ۴ ص ۹۲ میں ہے۔ کان عنقہ ابرق فضۃ (آپ صلی اللہ

علیہ وسلم کی گردن مبارک چاندی کی صراحی کی مانند تھی)

۴۴ - سیرت جلیبہ جلد ۱ ص ۴۴۱ میں ہے - وفی رواية فی عنقه سطح ای نور (ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک میں نورانی چمک تھی)

۴۵ - امام منادی نے منادی شرح شمائل مطبوعہ مصری جلد ۱ ص ۳۱۳ میں حدیث ہند کی شرح کرتے ہوئے لکھا - ای صورة مصورة من عاج بل حواصن ففارة من العاج کابلور (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن مبارک کی تصویر بالحق دانست بنائی ہوئی بلکہ اس سے بھی بہت خوبصورت طور کی مانند تھی)

۴۵ - امام غزالی احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۱۲ میں فرماتے ہیں - وكان ملى الله عليه وسلم من احسن الناس عنقا ما ظهر للشمس والرياح منه فكانه ابريق فضة مشرب ذصبا يتلألأ في بياض الفضة (حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن نورانی سبب نفع انسانی سے عمدہ تھی سورج کی دھوپ اور ہوا آندھی کی گرد کا اثر اس پر ظاہر نہ ہوتا گویا ایک چاندی کی صراحی تھی سونے سے ملمع کی ہوئی - کہ نورانی سفید نہری مائل چمکتی تھی) نورانی سبب - امام منادی نے منادی شرح الشمائل جلد ۱ ص ۴۴۱ مطبوعہ مصر میں

حدیث اس طرح نقل کی ہے - كان رسول الله صلى الله عليه وسلم عريضا الصد ر عبيد مابين المنكبين فختم الكراديس انوار المنجي والمراد انه انوار المجسد (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ نور معرفت کا خزانہ چوڑا دونوں کندھوں کی درمیان جگہ کشادہ تھی - یعنی خوب کشادہ سینہ تھے - ہڈیاں مضبوط - کندھوں کی ہڈیاں بغیر بال نورانی انصراف تمام جسم نورانی تھا)

بغل مبارک - بخاری شریف جلد ۲ ص ۹۳۸ میں ہے - عن ابن بن مالك

قال رفع یدیه حتی رایت بیاض البطیہ (انس سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ مبارک اٹھائے میں نے آپ کی نورانی بغلوں کی سفیدی و چمک دیکھی) یعنی اس قدر نورانیت تھی کہ قمیص مبارک کے باہر سفیدی نظر آتی تھی۔
شکم اطہر | سیرت جلیبہ جلد ۱ ص ۳۵۸ میں ہے کہ جب حضور سرایا نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم معراج شریف سے واپس تشریف لائے آپ نے

اپنی چچا زاد بہن ام ہانی کو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ قریش کو یہ واقعہ معراج سناؤں ام ہانی آپ کی چادر سے لپٹ گئیں اور کھڑکیا کہ ایسا نہ کیجئے گا۔ قریش آپ کو جھٹلائیں گے۔ اور آپ کے اس واقعہ کا نسخہ رٹائیں گے۔ فض ب بید ۷
 الشریفة علی ردائہ فانترعہ من یدی فارفع علی بطنہ صلی اللہ علیہ وسلم
 فنظرت الی عنکھ ای طبقات بطنہ کا نہ طی القرطیس واذالورساطع عند خوادہ
 کا دینحطف بصری فخرت ساجدا فلما رفت راسی اذ هو خارج -

نذرجہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر چھڑانے کیلئے چادر مبارک پر ہاتھ مارا میرے ہاتھ (ام ہانی کے ہاتھ) سے چادر چھوٹ گئی۔ اور آپ کے شکم مبارک سے کپڑا اٹھ گیا۔ میں (ام ہانی) نے آپ کے پیٹ مبارک کے شکموں کو دیکھا۔ گویا کاغذ لپیٹے ہیں۔ اور ایک نور چمکایا ایسا کہ میری آنکھیں اچک لے چلا۔ میں سجدہ میں گر پڑی میں نے سر اٹھایا تو آپ تشریف لے جا چکے تھے۔

کمر مبارک | عن مجرش الکعبی نظرت الی طعنا صلی اللہ علیہ وسلم کا نہ سبیکۃ
 فضة (مناوی شرح شامل مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱۷۱)
نذرجہ :- مجرش الکعبی صحابی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کی پیٹھ مبارک دیکھی سفید چاندی کی نورانی دلیا تھی۔ گویا چاندی کا پارچہ ہے۔
(نسائی۔ ابو داؤد۔ مواہب میں بھی موجود ہے)

پنڈلی پاک | اسی مذکورہ کتاب اسی صفحہ میں یہ حدیث بھی ہے قال ابن
صاعد ولفظ مذہب علی اللہ علیہ وسلم وهو علی ناقۃ فرات

مباۃ فی غرۃ کاغھا جمارۃ۔

ترجمہ :- ابن صاعد کہتے ہیں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ہوا
آپ ناقہ پر سوار تھے۔ میں نے رکاب میں آپ کی پنڈلی دیکھی گویا نورانی چنگاری
ہے۔

مبارک قدم | خصائص الکبریٰ امام سیوطی جلد ۱ ص ۱۷۷ میں ہے۔
عن عبد اللہ بن بریدۃ ان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کان احسن البشر قدما (عبد اللہ بن بریدہ کہتے ہیں بیشک
رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی قدم سب لوگوں سے خوبصورت
تھے) ۷

میں کف پائے نبیؐ کو مہ سے کیا تشبیہ دوں
نسبتِ ذرہ کیا شمس الفجر کے واسطے

انگلیاں مبارک | نسیم الریاض مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۴۹ میں حدیث
نقل ہے۔ روى عن عائشة وكان اصابعه صلى

اللہ علیہ وسلم فضبان فضة (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی
ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں چاندی کی پوریاں تھیں)

احیاء العلوم امام غزالی جلد ۲ ص ۲۱۲ میں یہ الفاظ زائد ہیں۔ کف الین من
الحخذ (آپ کی تلبیاں ریشم سے زیادہ نرم و ملائم تھیں) صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم۔

بے مثل نور

کیا بنا نام خدا اسری کا دُلہا نور کا
سر پہ سہرا نور کا بریں شہانا نور کا

ہمارا عقیدہ ہے کہ پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور ہیں اور
بے مثل نور آپ کی مثل نہ کوئی آپ سے پہلے پیدا ہوا۔ نہ آپ کے بعد پیدا ہوگا
اللہ تعالیٰ الوہیت میں وحدہ لا شریک ہے۔ اور ہمارے آقا بھی مخلوق میں
بے مثل ولا شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی وحدانیت میں بے مثل اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی رسالت و محبوبیت میں بے مثل۔ مگر جو
لوگ آپ کے نور ہونے کے منکر ہیں۔ وہ آپ کے بے مثل ہونے کے بھی منکر
ہیں چنانچہ ان کا عقیدہ ان کی کتابوں میں یہ ہے کہ خدا چاہے تو رُو
محمد پیدا کر دے ہم کہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کبھی ایسا نہیں چاہتا۔ اور نہ کبھی ایسا
چاہیگا۔ ایسا کہنا ہی غلط ہے۔ اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ امت
سے حبیب انسان شہرہ آفاق علمائے کرام اور مجاہدین عظام کا مذہب
یہی ہے۔ کہ آپ کی مثل نہ ہو۔ نہ ہوگا۔ اس پر بعض احادیث شریف سے
بھی اشارہ مل رہا ہے۔ مثلاً جناب علی رضی اللہ عنہ کی حدیث پیچھے گزر چکی ہے

کہ فرمایا اللہ اور قبلہ ولا بعدہ مثلاً (آپ کی مثل میں نے آپ سے پہلے کوئی نہ دیکھا نہ آپ کے بعد) اب اس موضوع پر اور آپ کے حسن کمال پر بزرگوں کے اقوال ملاحظہ ہوں۔

۱۔ امام الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

واللہ یا لیس مثلك لم یکن فی العلمین وحق من انباک

ترجمہ :- خدا کی قسم اے لیس! آپ کی مثل سارے جہاؤں میں اب کوئی نہ ہوگا۔ اس حق تعالیٰ کی قسم جس نے آپ کو نبی بنایا (قصۃ النبی)

۲۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری مواعیب اللدنیہ مصری جلد ۲ ص ۷

میں لکھتے ہیں۔ اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم الایمان بان اللہ جعل خلقہ بدنہ الشریع علی وجہہ لم یظہر قبلہ ولا بعدہ خلقاً ادمی مثلاً۔

ترجمہ :- پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایمان کامل کا مطلب یہ ہے کہ اس بات پر ایمان ہو کہ بیشک آپ کے بدن شریف کو اللہ تعالیٰ نے ایسا (نورانی) مخلوق کیا ہے کہ نہ آپ سے پہلے ایسا پیدا ہوا۔ نہ آپ کے بعد کوئی آدمی آپ کی مثل پیدا ہوگا۔

خاندان :- دیکھا امام قسطلانی نے اس عقیدہ کو ایمان کامل کہا جس جو یہ کہے کہ آپ جیسے کروڑوں لاکھوں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کا ایمان کامل نہیں۔

۳۔ امام شرف الدین بو میری اپنے مشہور قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں کہ منزلاً عن شریک فی محاسنہ : نجوہ الحسن فیہ غیر منقسم

ترجمہ :- پیارے نبی عربی فلاح روحی و امی و ابی و صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صفات
 نورانیہ میں شریک نہیں رکھتے۔ یعنی آپ لاثانی نورانی ہیں۔ آپ کا حسن منیر غیر
 منقسم ہے۔ یعنی تقسیم ہونے والا نہیں ہے مثل و بے نظیر ہے۔
 ۴۴۔ علامہ زرقانی مندرجہ بالا شعر کی شرح میں زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۴ ص ۲۳
 میں لکھتے ہیں۔ اختارہ خالق الانسان جیبالہ شریک لہ فی الحسن
 وجوہہ لا یقبل لہ القسمة۔

ترجمہ :- انسانوں کے خالق نے آپ کو اپنا جیب بنالیا ہے جس
 میں آپ کا کوئی شریک نہیں۔ اور آپ کا جو ہر حسن تقسیم ہو نہیو الا نہیں۔
 ۴۵۔ امام منادی شرح شامل مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۲۳ میں لکھتے ہیں۔ ان الله
 اوجد مدنه الشریف علی وجد لم یظہر قبلہ ولا بعدہ مثله۔
 (اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن شریف الیا بنالیا ہے کہ آپ کی
 مثل نہ کوئی آپ سے پہلے ظاہر ہوا نہ بعد میں ہوگا)

۴۶۔ حضرت علامہ قادی شاری شامی مشکوٰۃ محدث حنفی جمع الوسائل بشرح
 الشامل مصری جلد ۲ ص ۲۳ میں لکھتے ہیں۔ نفی المثل يدل كونه احسن من
 کل احد (آپ کی مثل کی نفی دلیل ہے۔ اس بات کی کہ آپ ہر ایک سے
 زیادہ خوبصورت اور حسین ہیں۔)

۴۷۔ علامہ علی قاری اسی کتاب جلد ۳ ص ۳۴ میں لکھتے ہیں۔ تشبیہ بعض
 صفاتہ منجوا الشمس والقمر انما جوی علی عادة الشعرا والعرب والافلاکی
 یجادل شیئا من اوصافہ اذھی اعلیٰ واجل من کل مخلوق۔

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض وفات کیلئے سورج و چاند
سے تشبیہ و بیانیہ شاعروں اور عرب کی علوت ہے ورنہ آپ کی کسی صفت سے
کوئی شے برابر ہی نہیں کر سکتی۔ کیونکہ آپ کی صفت ساری مخلوق سے اعلیٰ و
اکمل ہے۔ یعنی سورج و چاند بھی آپ کی نورانیت چہرہ کے سامنے پہنچ نہیں
۸۔ امام شرف الدین منادی شرح شمائل جلد ۱ ص ۳۲ میں فرماتے ہیں۔ فنور چہرہ
انفع من نور الشمس والقمر (آپ کے چہرہ انور سورج و چاند سے زیادہ
نافع ہے۔)

فائدہ :- منکرین کہتے ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) توفیق ہو گئے ہیں
اب اُن سے ہمیں کیا نفع ہے۔ خدا سے ہم کو کام ہے محمد سے کیا کام۔ مگر محدثین
سلف کا عقیدہ دیکھو۔ فرمایا ہے میں کہ آپ کا نفع سورج و چاند سے زیادہ ہے۔ یہ
کہنے والا امام منادی محدث شافعی آپ کی وفات کے بعد کہہ رہا ہے۔ یعنی اب
بھی سورج و چاند سے زیادہ آپ کی ذات پاک نفع دے رہی ہے۔ اور سورج و
چاند کے منافع کو کون نہیں جانتا۔ سرکار اُن سے بھی زیادہ نافع ہیں۔

۹۔ یہی علامہ منادی اسی کتاب جلد ۱ ص ۳۲ میں لکھتے ہیں۔ ان وجہ ابھی
من الشمس والقمر نور قلبہ اعظم ضیاء منها فلو کشف الحق عن مشارق
الوار قلبہ لا تطوی نور الشمس والقمر فی مشرقات الارها و ابن نور القمرین
من نورۃ۔

ترجمہ :- حضور سر اسر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ سورج و چاند سے زیادہ
بارونق ہے۔ اور آپ کے دل کا نور تو سورج و چاند سے بہت زیادہ نورانی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ آپ کے دل کے انوار کو کھول دے تو سورج و چاند کا نور ان انوار کے سامنے مٹ جائے۔ سورج و چاند کے نور کی آپ کے نور کے سامنے کیا حقیقت ہے۔ سبحان اللہ کیا محبت بھری عبادتیں ہیں۔
۱۔ علامہ زرقانی بے مثل سیرت کی کتاب زرقانی جلد ۴ ص ۷۷ میں لکھتے ہیں۔ فی الحدیث اعطی یوسف شطر الحسن یتبادرالی بعض الافہام ان الناس یشترکون فی البعض الاخر لیس کن لک بل المل دانہ او فی حسن شطر الحسن الذی او نیدہ نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فانہ یبلغ الغایۃ دیوسف شطر ہا۔

ترجمہ:- حدیث میں ہے کہ یوسف علیہ السلام کو حسن کا ایک حصہ عطا ہوا۔ بعض لوگوں نے اس سے یہ سمجھا ہے کہ دوسرے حصہ میں تمام لوگ شامل ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہے۔ بلکہ مراد و مطلب یہ ہے کہ یوسف علیہ السلام کو عطا ہوا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن انوار کا بعض حصہ دیا گیا۔ کیونکہ آپ حسن و نورانیت کے کمال اور غایت درجہ تک پہنچے ہیں۔ اور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اس حسن کا بعض ہیں۔

۱۱۔ اور امام منادی شرح شمائل جلد ۲ ص ۷۷ فرماتے ہیں۔ ان صورة المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اھل من کل مخلوق حتی من صورۃ یوسف (بیشک خواب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت منیرہ مخلوق الشمس و قمر وغیرہ سے زیادہ خوبصورت ہے یہاں تک کہ سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت انوار سے بھی)

۱۲- اور زرقانی جلد ۵ ص ۱۹۸ میں ہے فاعطی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم الحسن
 کلا قال القاطبی لم یظهر لنا تمام حسنه صلی اللہ علیہ وسلم رفقا من
 اللہ بنالانہ لوظہر لنا تمام حسنه لما اطاقت اعیننا رویتہ صلی
 اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :- ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے
 پورا حسن عطا کیا۔ امام قزطبیؒ کا قول ہے کہ آپ کا تمام حسن ہم پر ظاہر
 نہیں ہوا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام
 حسن ظاہر ہو جاتا۔ تو ہماری آنکھیں آپ کے دیدار کی طاقت نہ رکھیں! امام
 منادیؒ نے اس قول کو یوں بھی نقل کیا ہے۔ والہ لما اطاقت اعین
 الصحابۃ النظر الیہ (منادی شرح شمائل جلد ۱ ص ۱۸) یعنی آپ صلی اللہ علیہ
 وسلم کا حسن اگر پورا ظاہر ہو جاتا تو صحابہ کرام کی آنکھیں آپ کی طرف نظر کرنے
 کی طاقت نہ رکھیں۔

۱۳- منادی شرح شمائل جلد ۱ ص ۳۱ میں ہے۔ قد اختلفت الفاظ الصحابۃ
 فی نعتہ وصفاتہ وذالك لما ركب في الصدور من جلالته وجلالته وعظيم
 مهابته ولما جعل في حبس الشریف من النور الذي يتلأ لا و
 يغلب على بشرته فاعياهم ضبط صفته ونعت حلیۃ حتی قال
 بعضهم کان مثل الشمس طالعة وقال بعضهم کان يتلأ لا تلا
 القمر ليلة البدر۔

ترجمہ :- آپ کی نعت اور صفت بیان کرنے میں صحابہ کرام کے الفاظ مختلف

ہیں۔ اور یہ ان کے دلوں میں آپ کی عظیم ہیبت و جلالت اور جوش محبت کا اثر ہے۔ اور جب کہ آپ کے بدن شریف پر نور اس قدر چمکتا تھا کہ آپ کی بشریت پر غالب آکر نور ہی نور کا نظارہ تھا۔ پس صحابہ کو آپ کی پوری صفت اور لغت کا ضبط و معلوم کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ لہذا بعض نے کہہ دیا۔ آپ کا چہرہ الشمس طالعہ ہے۔ سورج نکل رہا ہے۔ اور بعض نے کہہ دیا کہ چودھویں رات کا چاند چمک رہا ہے۔

۱۴۔ علامہ علی قاری محدث جمع الوسائل بشرح الشامل جلد ۲ ص ۱ میں لکھتے ہیں۔ ان جمال نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کان فی غایۃ الکمال وان من جملة صفاته وکثرت صفاته علی ما روی ان صوته کان یقع لوزها علی العبد ارکن اللہ ستر عن اصحابہ کثیرا من ذالک الجمال الفاضل والکمال الباہل ذلوا برز الیہم لصعب التقل الیہ علیہم۔

ترجمہ :- ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال حسن کے پورے کمال پر تھا۔ اور یہ روایت آپ کی پوری صفائی اور کثرت نورانیت پر ہی تو ہے کہ آپ کی تصویر منیر کا نور دلیار پر پڑتا تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے اکثر روشن جمال اور نورانی کمال کو صحابہ کرام سے چھپایا ہوا تھا۔ اگر صحابہ پر پورا ظاہر ہو جاتا تو ان کو آپ کی طرف نظر کرنا مشکل ہو جاتا۔

۱۵۔ یہی علامہ اسی کتاب جلد ۹ میں لکھتے ہیں۔ قال بعض الصوفیۃ اکثر الناس عرفوا اللہ عز وجل وماعرفوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لان حجاب البشریۃ غطی البصائر ہم۔

ترجمہ :- بعض صوفیہ کرام نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اکثر لوگوں نے پہچان لیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہیں پہچان سکے۔ اس لئے کہ بشری حجاب جو آپ پر پڑا ہے یہی اُن کی آنکھوں کے لئے پردہ ہے۔ یعنی آپ کا بشری لباس آپ کی حقیقت کو ظاہر نہیں ہونے دیتا۔

۱۶ :- امام ابو عبد اللہ شافعی مصری جو فاضل اجل اور عارف کامل گذرے ہیں۔ شیخ عبد الحق محدث حنفی دہلوی علامہ شہاب فاجی محدث شافعی علامہ زرقانی محدث شافعی حضرت ملا علی قاری محدث حنفی وغیرہ محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں امام ابو عبد اللہ شافعی کا نام نامی بڑے القاب سے لکھا ہے۔ یہ امام شافعی اپنی کتاب روض الریاحین میں قصیدہ بردہ کے اس مصرعہ **فبیلغ العلم فیہ اندہ بشر** (علم کی انتہا یہ ہے کہ آپ بشر ہیں) کے متعلق لکھتے ہیں کہ شیخ ابوالموہب علیہ الرحمۃ بیان کرتے ہیں جو اکثر دفعہ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کیا کرتے تھے کہ مجھے ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ میں نے پوچھا یا رسول اللہ حضرت بو صیریؓ کا یہ قول ”فبیلغ العلم فیہ اندہ بشر“ اس کے معنی میرے نزدیک یہ ہیں کہ جس کو آپ کی حقیقت کا علم نہیں۔ اس کے علم کی انتہا یہی ہے کہ آپ بشر ہیں۔ ورنہ آپ تو روح قدس اور اس سے بھی دراز اور اہم ہیں۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا تو نے سچ کہا۔ (احسن الحسین ترجمہ روض الریاحین ص ۳۲)

۱۷ :- امام قسطلانی موہب الدین معہ زرقانی جلد ۵ ص ۲ میں تحریر کرتے ہیں **فکان علیہ الصلوٰۃ والسلام بشری الظاہر ملکوتی الباطن وکان علیہ**

الصلوة لا یأتی الی شیء من احوال البشیة الا تانیسا لامته وتشیجا
لها یقتدی لانه محتاج الی شیء من ذالك قال الشیخ الشاذلی

هو بشر لیس کالانسان: کیا قوت حجر لیس کالاحجار

ترجمہ: پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری طور پر بشری صورت تھے اور باطن
میں ملکوئی و لورانی تھے۔ آپ بشری حالات کے ماتحت جو بھی کام کرتے یہ اُمت
کی تعلیم اور شریعت بنانے کیلئے تھا۔ کہ آپ کی اقتدار کی جائے ورنہ آپ کسی بشری
ضرورت و حاجت کے محتاج نہ تھے۔ امام شیخ شاذلیؒ نے فرمایا ترجمہ شعر: آپ
بشر ہیں مگر عام بشروں کی طرح نہیں جس طرح یا قوت پتھر ہے مگر عام پتھروں
کی مثل نہیں۔

فائدہ: معلوم ہوا کہ حضور سرِ ایاں صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانا پینا سونا۔
جاگنا بیوی کرنا وغیرہ بشری ضرورت کے لئے نہ تھا۔ یعنی کوئی خواہش بشری
آپ پر غالب نہ تھی۔ آپ میں بشری خواہشات کی ہوا تک بھی نہ بھتی۔ یہ سب
کچھ لوگوں کی تعلیم کیلئے آپ نے کیا سمجھنے والے کیلئے اتنا اشارہ کافی ہے۔
اور بس۔

کلام نور

اے مدینہ کے چاند دو بانیں

اپنے منہ سے ذرا سنا جانا

۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۱ میں ہے عن ابن عباسؓ قال کان رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم افلیح الثنیتین اذا تکلم رأی کالنور یخرج من بین ثناياه
ترجمہ :- ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے اگلے دو دندان مبارک میں کشادگی تھی جب جناب عالی کلام فرماتے تو
اُن دو دندان مبارک کے خلا سے نور نکلتا نظر آتا تھا۔

۲۔ زرقانی جلد ۲ ص ۱۷۱ میں ہے عن الن مابعث اللہ نبیاً الاحسن الوجہ
وحسن الصوت وكان نبیکم احسنہم وجہا واحسنہم صوتا۔

ترجمہ :- حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سہ نبیؑ کو نورانی چہرہ
عمدہ کلام و آواز بخشی اور ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُن سب سے زیادہ
نورانی چہرہ اور سب سے زیادہ عمدہ پیارے کلام والے تھے۔
لہذا حضرت شیخ ابوالحسن الشاذلی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :-

فی نظم در النضر نثر مقولہ : فی احسنہ ونثرہ نظامہا

پیارا اور نورانی کلام چمکیے موتی تھے لڑی میں پروئے ہوئے کیا ہی خوب نورانی
چہرہ احسین تھا۔ اور کیا ہی آپ کی نثر و نظم تھی۔

علامہ زرقانی اس شعر کی شرح میں لکھتے ہیں :- اذا تکلم نیشا شہد اللہ
الکبار فی حسنہا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب کلام فرماتے بڑے بڑے چمکیے و نورانی
موتی تھے جو بکھر رہے ہوتے)

اے مدینہ کے چاند دو باتیں
اپنے منہ سے ذرا سنا جانا

تبسم نور

سلام اے چاند سی صورت پہ صد تے چاندنی رایتیں
تبسم پہ تو قرباں ہو گئیں تاروں بھری رایتیں

۱۔ شفا قاضی عیاض جلد ۱ ص ۳۳ میں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

اذا اخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیلًا لکانی الحبل (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبسم فرماتے مسکراتے دیواروں پر نورانی چمک پڑتی)
۲۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض جلد ۱ ص ۳۳ میں فرماتے ہیں۔ اذا

كشف صلی اللہ علیہ وسلم عن اسنانه فی حال ضحک ظہر من منہ میانی
اسنانه لمعان کلوعان البرق (جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے
ہوئے اپنے دندان مبارک کوئی نہ کرتے تو آپ کے دندان مبارک کی چمک بجلی
کی چمک کی مانند ہوتی)

۳۔ شفا شریف جلد ۱ ص ۳۳ میں ہے۔ اذا انقوض احکام افتر عن مثل سنا
البرق رواہ البیہقی (جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے ایسا نور ظاہر
ہوتا جیسا کہ بجلی چمکنے سے ظاہر ہوتا ہے)

۴۔ نسیم الریاض جلد ۱ ص ۳۳ میں ہے۔ کانتا تبسم عن نورو (آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کانتبسم یوں تھا۔ کہ چمکیے موتی جھڑ رہے ہیں)

۵۔ امام قسطلانی نے مواہب اللدنیہ جلد ۲ ص ۲۶۲ میں حدیث نقل کی ہے۔ سالت
عائشہ کیف کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا احسن فی بیتہ قالت

كان الذين الناس بسما ماضى كالم يرقط ما دارجلية بين اصحابه -
 ترجمہ :- اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا
 کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر میں تشریف لے جاتے تو کیسے ہوتے
 کہا سب لوگوں سے نرم طبع ہوتا تھا چہرہ مبارک ہوتا کبھی آپ کو صحابہ میں پاؤں
 مبارک پھیل کر بیٹھے نہیں دیکھا۔

۱۰۔ امام منادیؒ شرح شامی جلد ۲ ص ۱۴۷ میں لکھتے ہیں۔ جل فحکہ صلی اللہ علیہ

وسلم التسم یفتقر عن مثل حب الغمام الذی لیثیہ اللؤلؤ۔

ترجمہ :- جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منہسی مبارک اکثر دفعہ تسم
 کی صورت میں ہوتی (یعنی مسکراتے تھے زور سے نہ سفتے) اور آپ کے
 مسکرانے سے چمک پیدا ہوتی گویا کہ بادل کے سفید اولے یا چمکیے موتی ہیں
 (دندان مبارک ایسے نورانی تھے)

۱۱۔ بلاغی قاری شرح شامی جلد ۲ ص ۱۵۱ میں لکھتے ہیں۔ انہ صلی اللہ علیہ وسلم

كان اذا ضحك ابتلا لا فی المجد رای یترقی لودہ علیہ الشافا کا شراق الشمس
 علیہا۔

ترجمہ :- حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم جب منہسی فرماتے دیواریں چمک جاتیں
 یعنی آپ کے دندان مبارک کی روشنی ان پر جا پڑتی جیسا کہ سورج نکل آئے
 تو دیواریں چمک جاتی ہیں۔

۹۔ مواہب اللدنیہ جلد ۴ ص ۹۵ میں ہے۔ اخراجہ ابن سعد من حدیث

ابی ہریرۃ عن علیؑ انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان براق النشایا (حضرت علی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چمکیے
دانتوں والے تھے۔

۱۰۔ مواہب اللدنیہ جلد ۱ ص ۱۲۱ میں ہے بنی سعد کی عورتوں کے ساتھ
جب حضرت حلیمہ بھی مکہ مکرمہ سے کوئی بچہ لینے آئیں۔ اور پھر جب حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر پا کر آپ کو لینے حضرت آمنہ کے گھر آئیں آپ اس وقت
سوئے ہوئے تھے حضرت حلیمہ کہتی ہیں۔ فاشفت ان اوقطه من نومہ
لحسنہ وجمالہ فلا نوت منه روید انوضعت یدہ علی صدرہ فتبسم
فصاحک وفتح عینہ لينظر الی فخرج من عینہ لوزحتی دخل خلال
السماء۔

ترجمہ: آپ کے کمال حسن وجمال کو دیکھ کر میں خوف زدہ ہو کر رگ گئی کہ
آپ کو نیند سے جگاؤں۔ میں آہستہ آپ کے نزدیک آئی اور میں نے آپ کے سینہ
مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ اور میری طرف
دیکھنے کے لئے آنکھیں مبارک کھولیں پس آپ کی چشمان مبارک سے ایک نور
نکل کر آسمان تک جا پہنچا۔

شمع نور

سلام اے تیرے ذکر پاک سے ہے ذوقِ روحانی
سرور دل۔ زباں شیریں۔ منور شمع ایمانی
اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک سراجِ منیر

بھی فرمایا ہے۔ یعنی آپ فتاب کی طرح خود روشن و نور میں۔ اور دوسروں کو لوزانی بنانے والے ہیں۔ جیسے سورج نے سب شیاور کو روشن کیا۔ آپ نے بھی جہان اور جہان والوں کو لوزانی بنایا۔ خود لوزر ہیں۔ دوسروں کو لوزر بناتے ہیں۔ چنانچہ امام سہیلیؒ نے اپنی کتاب روض اللائف مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۳ میں نقل کیا ہے۔ کہ طفیل دوسری حبس مسلمان ہو گیا۔ تو اس نے حضور سر اسر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی۔ کہ میں اپنی قوم کا رئیس ہوں۔ آپ میرے لئے دُعا فرمائیں۔ اور مجھے ایک نشانی (معجزہ) دے دیں۔ تاکہ میں اپنی قوم کو اس نشانی کی مدد سے مسلمان کر سکوں۔ اور انہیں ثابت ہو جائے کہ اسلام مذہب حق ہے۔ آپ نے فرمایا اللہم نور لہ (اے اللہ اسے نور عطا کر) سطع نور بین عینیدہ۔ (اُس کی آنکھوں کے درمیان نور چمک اٹھا) اُس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ ایسا نہ ہو کہ میری قوم سمجھ لے کہ اسے مثلہ سے یا برص کا داغ چہرہ پر ہے۔ اس لوزر کو میرے چابک میں بدل دیں۔ پس وہ لوزر اُس کے چابک میں بدل دیا گیا۔ وکان یفتی فی اللیلۃ المظلمۃ فسمی ذا النور (وہ چابک اندھیری رات کو روشنی دیتا اور طفیل کو ذوالنور (نور والا) کہا کرتے)

۳۔ علامہ شہاب خفابی نے نسیم الریاض مصری جلد ۱ ص ۱۴ میں لکھا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مسند میں ایک صحیح حدیث ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت قتادہ بن نیمان رضی اللہ عنہ صحابی نے ایک رات عشاء کی نماز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں پڑھی۔ رات سخت اندھیری تھی۔ قتادہ جب نماز سے فارغ ہو کر چلے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

ایک کھجور کی لکڑی اُن کو دی۔ اور فرمایا اطلق بہ فانہ سیغتی لك من بین
 ید یدك عشا ومن خلقت عشا انا نطلق قاصدا لہ العرجون مثنی دخل
 بیتہ۔

ترجمہ:- یہ لکڑی لے کر چلا جا بیشک یہ لکڑی تیرے لئے دس قدم آگے اور دس
 قدم پیچھے روشنی کریگی۔ پس وہ چلے تو وہ لکڑی روشنی دے رہی تھی۔ حتیٰ کہ
 گھر چلے گئے۔

۳۔ نیم الریاض جلد ۱۴ ص ۱۴۱ میں ہے قیس بن زید کو جذام کا مرض تھا۔ وہ رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ غمسح علی رأسہ (آپ نے اُس کے
 سر پر ہاتھ مبارک پھیرا) اور دعا فرمائی۔ جذام دور ہو گیا۔ پھر روشن سو سال زندہ رہے
 سر کے بال سفید ہو گئے۔ مگر جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ مبارک پھیرا تھا وہ
 جگہ سیاہ چمکی جواتی کی مانند خوبصورت تھی۔ اتنا بوڑھا ہونے کے باوجود لمبے

یشب بیکرتہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان یدعی الاعضا لہافی وجہہ من
 النور (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بوڑھا نہ ہوا۔ اور اس کا نام
 اعتر (لورانی چہرہ والا) پڑ گیا تھا۔ کیونکہ اس کے چہرہ پر نور کی چمک تھی)
 ۴۔ شفا شریف جلد ۲ ص ۱۴۱ میں ہے۔ ومسح صلی اللہ علیہ وسلم وجہہ

قتادہ بن لمحان فکان لوجہہ بریق حتی کان یُنظر فی وجہہ کما یُنظر فی المرآة
 ترجمہ:- حضور سر اسر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قتادہ بن لمحان کے چہرہ
 پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ اُس کا چہرہ ایسا نورانی ہو گیا کہ آئینہ کی مثل اس میں دوسری
 چیزیں دکھی جاتی تھیں۔

حضرت ابو العلام کہتے ہیں میں قتادہ کی عیادت لو گیا۔ ایک مرد گھر کے پیچھے سے گذر افرایتہ فی وجہہ (میں نے اس مرد کو قتادہ کے چہرے میں دیکھا گویا
 اَیْنِہُ تَحَا) حجتہ اللہ العالمین علامہ یوسف نبجانی ص ۳۳۸

۵۔ نسیم الریاض جلد ۳ ص ۳۱۸ میں ہے عن خزیمہ بن سواد روی انہ صلی اللہ علیہ وسلم مسح علی وجہہ فصادت لہ غرة بیضاء فمزال علی وجہہ فوز من آثار الوارۃ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ: خزیمہ بن سواد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے چہرے پر اپنا ہاتھ مبارک پھیرا۔ سفید لورانی چمکدار ہو گیا۔ اور ہمیشہ اُن کے چہرے پر فوز چمکتا تھا۔ اور یہ آپ کے الوار کی ایک نشانی تھی۔ اسی کتاب جلد ۳ ص ۳۱۸ میں ہے۔ نضح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فی وجہ زینب بنت ام سلمۃ نفثہ من ماء فہا کان یعرف فی وجہ المراءاة من انجھال ما بہا ذالک بمرکۃ ماء الذی رشد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہا لان ذالک ہما رکان مسہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: حضرت زینب بنت ام سلمہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا کے چہرے پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی چھڑکا۔ اُن کا چہرہ ایسا لورانی ہو گیا۔ کہ عورتوں میں کسی عورت کا ایسا لورانی چہرہ نہ تھا۔ اور یہ اس پانی کی برکت تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے چہرے پر چھڑکا۔ کیونکہ اس پانی کو سرکار کے ہاتھ مبارک نے مس کیا ہوا تھا۔

فائدہ :- یہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی تھیں۔ آپ کی گود مبارک میں پلے ہوئی تھیں۔ اور آپ کی زوجہ محترمہ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسرے خاوند سے بیٹی تھیں۔

۷۔ زرقانی جلد ۲ ص ۱۸۵ میں ہے۔ عائذ بن عمرو صحابی رضی اللہ عنہ کو جبک عنین میں چہرہ پر زخم آگیا۔ خون بہ کر سینے تک جاریا تھا۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک سے اُن کے چہرے سے خون پونچھا۔ فکان اثر یدک اللہ علیہ وسلم الی منتہی ما مسح غرّة سائلة رواہ البخاری فی تاریخہ۔

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کا اثر اُن کے چہرہ پر لمبوتر اسفید نورانی چمکدار تھا۔ بخاری نے اس حدیث کو تازیج کبیر میں روایت کیا۔

۸۔ اسی کتاب کے اسی صفحہ میں ایک روایت نقل ہے۔ معاویہ بن ثور پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بہت بوڑھے تھے۔ اُن کے ساتھ اُن کا بیٹا بشر تھا۔ عرض کیا یا رسول اللہ میرے بیٹے کے سر پر اپنا ہاتھ مبارک پھیر دیجئے۔ اور دعا فرمائیے۔ حضور سر پر انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشر کے سر پر ہاتھ مبارک پھیرا اور دعا فرمائی۔ فکان فی وجہہ مسحة النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لضاۃ (اُس کا چہرہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ لگانے کی وجہ سے روشن ہوا)۔

۹۔ مواہب اللدنیہ مع زرقانی جلد ۲ ص ۱۹۶ میں ہے۔ حمزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ہم اندھیری رات میں آپ سے مجاہد ہو گئے فاضلت اصابعی (اچانک میری انگلیاں روشن ہو گئیں) سب لوگ اس روشنی میں چلے اور کوئی گم نہ ہوا فان اصابعی التنبیر (میری انگلیاں نور اور روشنی ڈال رہی تھیں) اور یہ سب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت تھی۔

۱۰۔ خصائص الکبریٰ جلد ۲ ص ۵۷ میں ہے۔ عن ابی عبس بن جبر اندہ کلن یصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصلوات ثم یرجع الی بنی حارثۃ فنخرج لیبلۃ مظلمۃ مطبوعۃ فتعقدہ فی عصاه ترجمہ:۔ ابی عبس بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نمازیں پڑھا کرتے تھے پھر بنی حارثہ اپنے قبیلہ کے بطرف لوٹ جاتے۔ ایک سخت اندھیری رات میں نماز پڑھ کر مسجد سے نکلے تو ان کی لاشی کو نورانی بنا دیا گیا اس کی روشنی سے گھر پہنچے)

۱۱۔ خصائص الکبریٰ جلد ۲ ص ۵۸ میں امام سیوطی نے نقل کیا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عشا کی نماز پڑھتے تھے جب آپ سجدہ میں گئے حضرت امین حسن و حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی پیٹھ مبارک پر بیٹھ گئے جب آپ نے سجدہ سے سر اٹھایا۔ دونو صاحبزادوں کو نہایت آرام سے زمین پر اتارا پھر جب آپ سجدہ میں گئے۔ دونو صاحبزادے پیٹھ پر بیٹھ گئے پھر آپ نے سر اٹھایا اور انہیں بڑے آرام سے اتارا پھر جب آپ نے نماز

پڑھ لی۔ دونوں کو دو نور انورے اقدس پر بٹھایا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں ان صاحبزادوں کو ان کی مائں کے پاس لے جاؤں۔ فرمایا ابھی نہیں۔
 فبرقت برقة فقال الحقبا بمسکما فاذا لاميشيان في ضواها حتى دخلوا (اچانک
 نور چکا روشنی ہو گئی۔ آپ نے صاحبزادوں کو فرمایا جاؤ اپنی مائں کو جا ملو۔ دونوں صاحبزادے
 اُس نور کی روشنی میں چلے اور گھر میں چلے اور گھر میں داخل ہوئے۔

مدینہ نور

قبر النور کھئے یا قنبر معلى نور کا
 چرخ اطلس یا کوئی سادہ سابقہ نور کا

۱۔ مشکوٰۃ ص ۵۴ میں ہے۔ عن النبی قال لما کان الیوم الذی دخل فیہ
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینہ اضاء منها کل شیء۔
 ترجمہ :- النبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے۔ تو آپ کے نور سے مدینہ کی ہر چیز روشن
 ہو گئی۔ (ابن ماجہ ص ۱۱۹)

۲۔ حدیث شریف مذکورہ بالا کی شرح میں حضرت ملا علی قاری جمع الوسائل شرح
 الشائل مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۹ میں تحریر کرتے ہیں۔ ای تنور جمیع اجزاء المدینہ
 نور احسیا ان کل شیء فی العالم کانتہ اقلبس النور من المدینہ فی ذالک
 الیوم۔

ترجمہ :- مدینہ شریف کے تمام اجزاء (جسے) روشن ہو گئے۔ اور یہ نور تھی ہے

یعنی ظاہری طور پر بھی محسوس ہوتا ہے۔ پھر دنیا کی ہر چیز نے مدینہ کے اس نور سے حصہ لیا۔

۳۳۔ امام مناوی اس حدیث کی شرح میں شرح شامل جلد ۲ ص ۲۰۹ میں لکھتے ہیں۔ ان المراد به ان كل جزء من اجزاء المدينة اضاء ذلك اليوم حقيقته وكيف لا يفئى له ذلك وقد كانت ذاته صلى الله عليه وسلم كلها نوراً وسماه الله نوراً وكان كل شئ في العالم اقتبس النور واخذ من المدينة في ذلك اليوم۔

ترجمہ :- مطلب حدیث کا یہ ہے کہ مدینہ شریف کا ہر جزو اس دن حقیقی طور پر نوری ہو گیا۔ اور کیوں ایسا نہ ہوتا۔ جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سرسبز نور تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور رکھا۔ اور جہاں کی ہر چیز نے اس دن مدینہ کے نور سے حصہ لیا۔

۳۴۔ امام قسطلانی لکھتے ہیں۔ ہم ربیع الآخر ۸۹۲ھ میں مدینہ منورہ کی زیارت کو چلے جب ہم احد پہاڑ کے قریب پہنچے مدینہ شریف سے تین میل دور تھے فبوقت لوامع الاقار (مدینہ کے الوار کی روشنی چمکی) امام قسطلانی وہاں پکارا اٹھے

اتيتك ذاتراودوت راني : جعلت سواد عيني امتطيه

دماي لا اسير على المآتي : راني اقبر رسول الله فيه !

ترجمہ :- میں آپ کے پاس زیارت کے لئے آیا ہوں۔ چاہتا ہوں کہ میں آنکھوں کے بل چل کر حاضری دوں۔ اور میں کیوں نہ اُس قبر الوار کی طرف آنکھوں کے بل چلوں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (مواہب معہ زرقانی

جلد ۳۱ سبحان اللہ علمائے سلف و عشاقِ رسولؐ کے سینہ میں مدینہ کی
یہ ٹرپ بکھی اور آج کل کے مولوی مدینہ شریف کی طرف سے کتنا شرک سمجھتے ہیں
اور ایسے مسافر کو مشرک کہتے ہیں۔ نعوذ باللہ۔

خوشبو اور

خوشبو کی طرح سایہ کو دیکھنا کسی نے !

چھوٹوں کی فضا سے قدر عنائے محمدؐ

۱۔ ابو جحیفہؓ کہتے ہیں ایک دفعہ دوپہر کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطحا کی طرف تشریف
لے گئے۔ پھر ٹو فرمایا۔ نماز ظہر پھر عصر پڑھی۔ لوگ آپ کے ہاتھوں مبارک کو
پکڑنے اور اپنے موہوں پر ملتے تھے۔ میں نے بھی آپ جناب کا ہاتھ پکڑ کر اپنے منہ
پر رکھا۔ فاذا هم ابودمن الثلج واطيب رائحة من المسك (بخاری جلد ۳ ص ۵۳)
ترجمہ: آپ کا ہاتھ مبارک برف سے ٹھنڈا اور کستوری سے بڑھ کر خوشبودار
کھا۔

۲۔ بخاری شریف جلد ۳ ص ۵۳ میں ہے عن انسؓ قال ما مست حرميرا ولا ديبلا
الین من كف النبي صلی اللہ علیہ وسلم ولا شممت ريحا قط اطيب من ريح
النبي صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ:۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تیلیوں سے زیادہ نرم و ملائم کوئی ریشم نہیں دیکھا۔ اور نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ تیز کوئی خوشبو نہیں سونگھی۔ (آپ کے

بدن اطہر سے تیز خوشبو آتی)

۴۔ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر آپ اپنے نعمت کردہ (گھر) کی طرف تشریف لائے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ راستہ میں چھوٹے بچے ملے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کے رخساروں کو ہاتھ مبارک لگاتے جاتے (شفقت و محبت سے) پھر بڑی شفقت و محبت میرے گالوں پر بھی ہاتھ مبارک لگایا۔ فوجت لیدہ بردار دیکھا کا نما (خبر جہما من جودۃ عطار) (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۵۶) یعنی میں نے آپ کے ہاتھ مبارک کو نہایت مزیدار ٹھنڈا اور خوشبودار پایا گو یا کہ عطار کی عطر والی ڈبیل سے انہیں بھگو کر نکالا گیا ہے۔

۵۔ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۵۶ میں ہے۔ عن انس قال ما شممت عنبراً قط ولا مسکاً ولا شیئاً اطیب من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :- انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے کسی عنبر اور کسی مسک اور کسی کوئی چیز نہ گھونپا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہو (یعنی آپ کی خوشبو ان سے تیز تر تھی)۔ صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۵۶ میں ہے۔ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ ایک بار حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے۔ اور قیلولہ (دوپہر کا خواب) فرمایا۔ پسینہ مبارک چہرہ اور پرہیز برہا تھا۔ میری ماں ام سلیم نے ایک شیشی لی۔ اور پسینہ اتار اتار کر اس میں ڈالنے لگی۔ آپ جاگ پڑے۔ فرمایا۔ ام سلیم یہ کیا کرتی ہے قالت ہذا امرتک نجعلہ فی طیبنا وھو من اطیب الطیب (عرض کیا۔ یہ آپ کا پسینہ مبارک ہم خوشبو کے طور پر استعمال کریں گے اور یہ ہر خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہے)

فائدہ :- اسلمیم آپکی رضائی خالہ تھیں۔ لہذا محرم تھیں (نسیم الریان جلد ۱ صفحہ ۳۵)

۷۱۔ مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۱ میں ہے۔ عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یسلك طريقاً یقتبعه احد الا عرف انه قد سلك من طیب عرفه رواه الداری۔

ترجمہ :- جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی راستہ میں سے تشریف لیجاتے تو آپ کہہ بیچھے چلنے والا آپ کی خوشبو سے پہچان جاتا کہ آپ اسی راستہ سے تشریف لے گئے ہیں۔

۷۲۔ احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۱۲ میں امام غزالیؒ نے نقل کیا دکان عرفہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجعہ کالذوالطیب من المسک۔

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پاک پر پینینہ مبارک چسکیے موتیوں کی طرح نظر آتا اور کستوری سے تیز خوشبو دار تھا۔

۷۳۔ علامہ قاضی عیاض محدث مالکی نے کتاب الشفاء جلد ۱ ص ۳۴ میں نقل کیا کان کفہ کف عطار یصا فح المصارح فیطل یومہ یجد ریحما۔

ترجمہ :- پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک کی ہتھیلی عطار کی ہتھیلی کی طرح تھی (عطار کی ہتھیلی خوشبو میں بسی رہتی ہے استعمال عطر سے) جو آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا سارا دن اس کے ہاتھ خوشبو آتی رہتی۔

۷۴۔ امام سیوطی نے خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۱ میں حدیث لکھی ہے۔ عن وائل بن حجر قال اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بدلو من ماء فغسب من الدلو ثم صب فی البئر فراح مفا مثل رائحة المسک اخراج احمد وابن ماجہ والبیہقی۔

ترجمہ :- وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانی

ایک ڈول لایا گیا۔ آپ نے اس ڈول سے پانی پیا۔ پھر وہ ڈول ایک کون میں ڈالا گیا
تو اس کون میں سے کتوری کی مثل خوشبو آنے لگی۔ اس حدیث کو امام احمد بن حنبل
ابن ماجہ۔ امام بیہقی نے روایت کیا ہے۔

۱۰۔ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا قبل بطیب ریحہ۔
توجہ بہ :- اس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف
تشریف لاتے تو ہم آپ کی خوشبو سے معلوم کر لیتے کہ تشریف لایا ہے۔ (خصائص الکبریٰ
جلد ۱ ص ۶۷)

۱۱۔ عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا مر فی طریق من طرق
المدینۃ وجد وامنہ رائحة الطیب وقالوا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
من هذا الطريق۔

ترجمہ :- اس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نیہ
پاک کے کسی راستہ سے تشریف لیجاتے۔ تو صحابہ آپ کی خوشبو پا کر کہتے کہ آپ اس
راستہ پر گئے ہیں۔ (نسیم الایمان جلد ۱ ص ۳۶۶)

۱۲۔ خصائص الکبریٰ جلد ۲ ص ۶۷ میں ہے۔ عن ابراہیم النخعی قال کان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یعرف باللیل بزیج الطیب۔

ترجمہ :- ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو
بکس سے گزرتے تو خوشبو سے پہچان لئے جاتے۔

۱۳۔ مواہب اللدنیہ معہ زرقانی جلد ۴ ص ۲۲۵ میں ہے۔ عن عائشۃ قالت کان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسن الناس وجہا واورعہم لونا وکان عرقہ فی

وجہ مثل اللؤلؤ والطیب من المسک الاذخر -

ترجمہ :- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ خوشنما چہرہ اور سب
زیادہ نوزانی بدن تھے۔ اور آپ کے چہرہ اقدس پر پسینہ مانند موتیوں کے
چمک مارتا اور یہ پسینہ مبارک تیز کستوری سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

۱۲۔ عن عائشۃ قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل العائط دخلت
فی اثرہ فلا اری شیئاً الا کنت اشم رائحة الطیب فذکر فی ذلک لہ فقال
اما علمت ان اجسادنا تنبت علی ارواح اهل الجنة فما خرج منها من شیئ
ابتلعتہ الارض -

ترجمہ :- سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
ضروری حاجت کے لئے بیت الخلا میں جایا کرتے ہیں آپ کے باہر آنے کے بعد
جب بھی آپ کے پیچھے جا کر دیکھتی تو میں وہاں کوئی چیز نہ دیکھتی لیکن وہاں میں
نہایت عمدہ خوشبوداری جسے میں سونگھتی ہوں نے اس بات کا آپ سے ذکر کیا۔ تو
آپ نے فرمایا کیا تو نہیں جانتی ہمارے جسم اہل جنت کے ارواح کی طرح ہیں یعنی
خوشبودار اور جنت میں پاخانہ و پیشاب خارج نہ ہوگا۔ پس آپ کے جسم منیر سے
جو چیز خارج ہوتی اسے زمین کھا جاتی۔

فائدہ ۱۸ :- بیہقی نے اس حدیث کو ابن عدوان کے موضوعات سے کہا ہے مگر علامہ
سیوطی کہتے ہیں کہ لیس کہا قال فان الحدیث لہ طریق آخر (مگر گزرا یہاں نہیں جیسا
کہ بیہقی نے کہا۔ بیشک اس حدیث کے اور بھی طریق اسناد ہیں) آخر پر علامہ سیوطی

نے اس حدیث کے کئی طریقے یہاں درج کئے۔ اور ایک طریق جو دائرہ فیہ نے روایت کیا ہے اُسے لکھ کر سیوالی کہتے ہیں۔ ہذا الطريق اقویٰ طریق الحدیث (یہ طریقہ اسناد و سبب طریقوں سے قوی ہے۔ دیکھو۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۱۷) اور اس حدیث کو ابن سعد نے بھی طبقات میں روایت کیا علامہ زرقانی کہتے ہیں رجالہ ثقات الاحمد بن زاذان المدنی فمتروک کما فی المقریب لکن لا شواہد ترجیہ :- اس حدیث کے رجال ثقہ ہیں۔ سوائے محمد بن زاذان کے تقریب میں اُسے متروک کہا لیکن اس حدیث کے اور شواہد (گواہ) موجود ہیں۔ البیہقی نے بعد اس حدیث کو زرقانی نے ثابت کیا ہے کہ موضوع انہیں ضعیف ہو تو ہو۔ مگر ضعیف حدیث فضائل میں محدثین کے ہاں قابل قبول ہے۔ اور اس کا ترک اچھا نہیں (زرقانی جلد ۴ ص ۲۲۷)

ذیل :- علامہ شہاب خفاجی نسیم الرایف مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۵۳ میں اسی حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں (قال ابن دحیة سندہ ثابت وھو اقویٰ ما فی ہذا الباب) ابن دحیہ کہتے ہیں اس کے سند ثابت (مضبوط) ہے اور اس باب میں وہ سند زیادہ قوی ہے۔

ذیل :- امام مناوی شرح شمائل مصری جلد ۲ ص ۱۱ میں اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔ بیہقی نے جو اس حدیث کو موضوع کہا۔ فقول البیہقی ہذا من موضوعات الحسن بن علوان لا یشیخی ذکرہ الخفی الاحادیث الیصحیحۃ المشہورۃ فی معجزاتہ ان الحکم علیہ بالوضع خاوع بملک الطريق دون بقیۃ الطرق او علی انه لم یطلع علی ملک الطرق۔

ترجمہ :- یہی کا یہ قول کہ یہ حدیث حسن بن علوان کے موقوفات سے ہے۔ اس قول کا ذکر پرواہ نہ کی جائے۔ یہ حدیث آپ کے معجزات کی مشہور صحیح احادیث سے ہے اور اس پر وضع کا حکم (جو یہی نے لگایا) خاص اسی طریق سند پر ہو گا۔ (جو یہی کے ہاں ہے) سوائے باقی طریقوں کے یا یہ کہ یہی کو باقی اسناد کے طریقوں پر اطلاع نہ ملی ہوگی۔

یہ خبر علامہ زرقانی کہتے ہیں۔ اس کی شاید ایک دوسری روایت ہے کہ ایک صحابی نے آپ کو حاجت رفع میں دیکھا۔ وہ حدیث یہ ہے۔

۱۵۔ شرح شفا علی قاری محدث حنفی مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۳۶ میں حدیث شریف میں ہے۔ ان وجلا قال رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد فی المذہب فلم یرجح نظرت فلم یر شیئاً و رأیت فی ذالک وضع الثلاثة الاحجار الالائی استنجی بمن فاحذتھن فاذا بمن یفوح منھن روائح المسک فکنت اذا جمعت یوم الجمعة المسجد اخذتھن فی کئی فقلب روائحھن روائح من تطیب و تقطر ترجمہ :- ایک مرد نے کہا میں نے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا راستہ سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ (یعنی حاجت رفع کیلئے) جب آپ وہاں سے نکلے ہیں تو وہاں جا کر دیکھا تو کوئی شے وہاں نہ تھی سوائے اس کے کہ بن پتھر ٹپے سے تھکتے۔ جن سے آپ نے استنجا فرمایا۔ میں نے ان پتھروں کو پکڑا تو ان سے کنواری کی مثل خوشبو آرہی تھی۔ میں ٹھہرے آیا۔ جب جمعہ کا دن ہوا میں انہیں اپنی آستین میں چھپا کر مسجد میں لے جاتا۔ تو جو شخص بھی خوشبودار عطر لاکر آیا ہوتا۔ ان پتھروں کی خوشبو سب پر غالب آجاتی۔

۱۶۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۷۔ نسیم الریاض جلد ۱ ص ۳۴۶ میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں۔ ایک مرد بیمار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ! میں نے اپنی بیٹی کی شادی شروع کی ہے آپ میری مدد فرمائیں۔ فرمایا میرے پاس اس وقت کوئی چیز نہیں۔ اچھا ایک کھلے منہ والی شیشی لے آ۔ اور ایک چھوٹی لکڑی دہ لے کر آگیا۔ فحجل البنی صلی اللہ علیہ وسلم یسلط العرق من ذراعیه حتی امتلأت القادورة (آپ دونوں بازوؤں سے پسینہ مبارک پونچھ کر شیشی میں ڈالتے جہلے شیشی بھر گئی) فرمایا لے اسے لے جا۔ اپنی بیٹی کو کہہ۔ کہ اس لکڑی کو شیشی میں ڈال کر اس خوشبو کو اپنے بدن پر لگایا کرے۔ نکانت اذا تطیبت بیشم اصل المدینة راحة ذالك الطيب فسمویت المطیبتین (جب وہ لڑکی اس شیشی سے اپنے بدن پر خوشبو لگاتی تو تمام مدینہ شہر میں خوشبو پھیل جاتی اور لوگ سونگھتے معلوم کر لیتے۔ پس اس گھر کا نام لوگوں نے خوشبودالوں کا گھر رکھ دیا۔

۱۷۔ خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۷ میں ہے۔ اخراج الدارمی عن رجل من بنی حریث قال ضمنی البنی صلی اللہ علیہ وسلم الیہ فسال علی من عرق ابطله مثل ریح المسک۔

ترجمہ :- دارمی نے روایت کیا کہ قبیلہ بنی حریث کے ایک مرد نے ذکر کیا۔ کہ ایک دفعہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے بدن مبارک سے چٹایا گئے لگایا معانقہ فرمایا۔ آپ کی بغل مبارک سے پسینہ مجھ پر پڑا۔ ایسا کہ کستوری کی مانند خوشبودار تھا۔

۱۸۔ خضائص جلد ۱ ص ۶۸ میں ہے۔ عن معاذ بن جبل قال كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ادن مني فذوقت منه فما شمتت مسكاً ولا عنباً الطيب من ریح رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

ترجمہ :- معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ میں ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آیا۔ فرمایا میرے نزدیک آ۔ میں آپ کے نزدیک ہوا (یسی خوشبودار اظہر سے اٹھی) میں نے کوئی کستوری۔ کوئی عنبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار نہیں سونگھا۔

۱۹۔ خضائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۷۱ میں ہے۔ عن یزید بن الاسود قال نادى رسول الله صلى الله عليه وسلم يده فاذا همى ابرو من الشج والطيب ريحان المسك ترجمہ :- یزید بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے ہاتھ میں دیا۔ ہر طرف سے زیادہ سرور اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔

۲۰۔ خضائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۷۱ میں ہے۔ عن علی قال له صلى الله عليه وسلم شعرات ما بين بته الى صدره يجرى كالقضييب لم يكن على بطنه ولا على ظهره شعرات غيرها يفوح منه ریح المسك۔

ترجمہ :- جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیارے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے سے سینہ (ناف) تک بالوں کی ایک چھاری جتنی۔ کیر جتنی۔ باقی شکم مبارک اور پیٹ مبارک پر بال نہیں تھے۔ اور ان بالوں سے کستوری جیسی خوشبو آیا کرتی تھی۔

۲۱۔ کتاب الشفا فی حقوق المصطفیٰ المطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱۲۵ میں علامہ قاضی عیاضؒ نے حدیث نقل کی ہے۔ کہ عقبہ بن فرقدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی تھے۔ ان کی چار بیویاں تھیں۔ ہر ایک اعلیٰ خوشبو اپنے پاس رکھتی اور اپنے بدن کو لگااتی اور عقبہؒ اگرچہ خوشبو کا استعمال نہ کرتے۔ مگر ان کے وجود سے بہت زیادہ خوشبو آیا کرتی۔ ایک دن بیویوں نے پوچھا۔ اے عقبہؒ! تیرے بدن سے ایسی خوشبو آتی ہے کہ ہماری خوشبوئیں اس کے سامنے بیچ ہیں۔ عقبہؒ نے کہا۔ ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مجھے شری کی بیماری ہو گئی (سرخ پھنسیاں) میں حضورؐ عالی میں حاضر ہو کر شکایت کی۔ فرمایا اپنا بدن تنگ کر۔ میں نے اپنا ستر ڈھاپ لیا۔ اور سب کپڑے اتار کر تمام بدن کو تنگ کر دیا۔ نفث فی یدہ شد وضع یدہ علی ظہری و لطفی فنبق بی ہذا الطیب من یومئذ (اس ماہر و عیسۃ خوشبو صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ مبارک میں چھوٹکا دم کیا پھر اپنے زورانی ہاتھ کو میری پیٹھ اور پیٹ پر پھیر دیا۔ اس دن سے میرے بدن میں یہ خوشبو بس گئی ہے) اس حدیث کو طبرانی، بیہقی نے روایت کیا۔

۲۲۔ حضاہن الکبریٰ جلد ۲ ص ۸۷ میں روایت موجود ہے۔ عن دائل بن جحس قال كنت اصافح النبي صلى الله عليه وسلم ارميس جلدی جلد۴ فاعرف فی یدی بعد ثلثة اطيب من المسك۔

ترجمہ :- دائل بن جحس رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ میں پیارے صلی اللہ علیہ وسلم سے مصافحہ کرتا تھا۔ یا میرا بدن آپ کے بدن معطر سے چھو جانا تو میں تین دن تک اپنے ہاتھ سے خوشبو سونگھتا رہتا۔ اور وہ خوشبو کستوری و نازہ کی خوشبو سے بڑھ کر

ہوتی۔

۳۳۔ کتاب الشفا مصری جلد ۱ ص ۳۸۵ میں نیز ابن ماجہ۔ ابوداؤد میں یہ حدیث موجود ہے۔ غسل علیٰ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فكان یقول وهو یفسله بابی انت وای طبت حیاء میتا و قال سطعت منه روح طيبة لم یجدوا مثلیھا قط۔ ترجمہ :- جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد آپ کو غسل دیا۔ جناب علیؑ غسل دے رہے تھے اور فرماتے جاتے تھے۔ میرا باپ آپ پر قربان آپ زندگی میں اور وفات میں ہر حالت میں خوشبودار ہیں۔ اور مولا علیؑ نے فرمایا اس وقت ایسی تیز خوشبو آپ کے بدن اطہر سے اٹھی کہ مدینہ واولیٰ نے کبھی ایسی خوشبو نہ پائی ایک روایت میں ہے کہ جناب علیؑ نے آپ کے پیٹ کو نرم نرم ملا کچھ چیز باہر آئی۔ اس سے ایسی تیز خوشبو اٹھی کہ سارا مدینہ مہک گیا۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

۳۴۔ زرقانی جلد ۸ ص ۲۷۷ میں ایک حدیث نقل ہے۔ عن عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا قالت قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین یحییٰ ونحییٰ فلما خر جت نفسه لم یجد ریحاً قط اطیب منها رائحة البزار و احمد و الحاکم بسند صحیح۔ ترجمہ :- ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک قبض ہوئی۔ اس وقت آپ میری گود میں میرے گلے کے ساتھ میرا مبارک لگائے تھے جس وقت آپ کی روح اطہر رخصت ہوئی۔ ایسی خوشبو اٹھی۔ کہ میں نے کبھی ایسی تیز خوشبو نہ پائی۔ اس حدیث کو بزار۔ احمد۔ اور حاکم نے صحیح سند سے روایت کیا۔

۲۵۔ کتاب الشفا جلد ۱ صفحہ ۳۵ میں ایک حدیث بھی نقل ہے۔ ان ابابکر قبل
الفی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ دقَالَ مَا الْطِيبُك حَيَا وَمَا الْطِيبُك مَيِّتًا -
ترجمہ :- پیارے بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد۔ جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوسہ دیا۔ اور کہا۔ اے پیارے
تو زندگی میں بھی کیا ہی خوشبو دار تھا۔ اور حالت انتقال میں بھی کیسا ہی خوشبو دار
ہے۔ (گویا آپ کی حیات و ممات کی حالت برابر ہے کوئی فرق نہیں)

۲۶۔ شرح شفا طاعلی قاری مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۳۵ میں ہے۔ عن ام سلمہ
قالت وضعت ید علی صدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم مات فمرنی جمیع
اکل و اقواء ما ینصب ریح المسک من یدی۔

ترجمہ :- ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جس دن رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انتقال فرمایا میں نے آپ کے سینہ مبارک پر اپنا ہاتھ رکھا کئی
جمعے گزر گئے میں ہاتھ دھو کر روٹی بھی کھاتی رہی اور وضو بھی کرتی رہی باوجود ہر روز
کئی بار ہاتھ دھونے کے میرے ہاتھوں سے خوشبو نہ گئی۔

۲۷۔ کتاب الشفا میں علامہ قاضی عیاض لکھتے ہیں۔ وفی رواية و یض ید
علی رأس الصبی فیعرف من بین الصبیان بریحھا (شفا جلد ۱ صفحہ ۳۷۸)

ترجمہ :- ایک روایت میں ہے کہ پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کسی بچے کے سر پر ہاتھ مبارک پھیر دیتے تو وہ بچہ سارے بچوں میں اس خوشبو سے
پہچان لیا جاتا یعنی انوکھا معلوم ہوتا۔

۲۸۔ امام سیوطی نے روض الالف مطبوعہ مصر جلد ۱ صفحہ ۱۱ میں آپ کے دادا

بحمد المطلب کا یہ شعر نقل کیا ہے ۵

الحمد لله الذي اعطاني ! هَذَا الْغُلَامُ الطَّيِّبُ الْإِلَادِي
تذکرہ :- اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسا بیٹا عطا کیا۔ جو ارون علاقہ
کی خوشنویس ہے (خوشبودار بیٹا عطا کیا)

۲۵۔ شفا شریف جلد ۱ ص ۳۵ میں ایک اور حدیث ہے۔ عن جابر قال اراد فني
البنی صلی اللہ علیہ وسلم خلفه فالتفت خاتمة النبوة یعنی فکان ینم علی مسکا۔
تذکرہ :- حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ میرا بے نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سواری میں اپنے پیچھے بٹھایا میں نے ہر نبوت کو اپنے
منہ میں لے لیا۔ گویا میں کستوری جیسی خوشبو سونگھ رہا تھا۔

۲۶۔ دیلمی نے مسند الفردوس میں روایت کیا ہے کہ گلاب کا پھول حضور
سہرا پاؤں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیر سینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے۔ اس حدیث
پر امام قسطلانیؒ علامہ زرکانیؒ ابن حجر عسقلانیؒ امام سخاویؒ امام نوویؒ
ابن عساکرؒ وغیرہ محدثین نے اعتبار نہیں کیا ہے۔ زرکانی جلد ۴ ص ۲۲۶ میں دیکھو۔

لیکن حضرت شاہ ابوالمعالی قادری الکرمانی علیہ الرحمۃ جو لاہور کے جلیل الشان
ادیب ہیں سے ہیں۔ اپنی کتاب نگارستانہ باغ ارم ص ۲ میں نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے گلاب کا پھول سونگھا اور مجھ پر درود شریف نہ پڑھا
اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ بندگان دین میں سے ایک صاحب اس حدیث کے صحیح ہونے
میں شک رکھتے تھے کہ یہ پھول آپ کے پیر سینہ مبارک سے پیدا ہوا ہے۔ اس نے
ایک درخواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ دُور سے آ رہے ہیں پیر سینہ

مبارک چہرہ پر جاری ہے۔ آپ نے پسینہ مبارک کو زمین پر گرایا۔ جب وہ بزرگ خواب سے اُٹھے۔ تو دیکھا جس جگہ زمین پر سرکار والا تبار علی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پسینہ مبارک گرایا تھا۔ وہاں گلاب کے پھول پڑے ہیں۔ "شاہ ابوالمعالی لاہوری آگے لکھتے ہیں۔ کہ ہمارے زمانہ کے بہت آدمیوں نے وہ پھول دیکھے ہیں۔ واللہ اعلم۔

۱۳۱۔ زرقانی جلد ۸ ص ۳۱۵ میں ہے۔ القبر قد حوی جسمہ الشریف علیہ الصلوٰۃ والسلام الذی حوٰ الطیب الطیب۔

ترجمہ :- جس قبر اطہر میں آپ علی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم انور ہے۔ اس قبر کی خوشبو سب خوشبوؤں سے زیادہ ہے۔

فائدہ :- کیوں نہ ہو جبکہ آپ کی محبت رکھنے والے اور آپ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کی قبر سے خوشبو آتی ہے، تو آپ کی قبر نور سے بدرجہ اولیٰ آتی چاہیے چنانچہ زرقانی جلد ۲ ص ۱۲۲ میں روایت موجود ہے۔ عن ابی ہریرۃ قال اخذت قبضۃ من تراب سعد بن معاذ فوجدت منه ریح المسک۔

ترجمہ :- ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں۔ میں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر سے ایک مٹھی مٹی اٹھائی تو میں نے اس سے کستوری جیسی خوشبو پائی۔

تعلیم :- اللہ والوں کی قبروں سے اللہ والوں کو خوشبو آیا کرتی ہے۔ اسی لئے اہل اللہ کی قبر پر زائرین کا آنا جانا ہمیشہ ہوتا ہے۔ زائرین وہاں سے فیض روحانی اور مزہ و حظ حاصل کرتے ہیں۔ منکرین اس نصرت سے

بھی محروم ہیں۔ کہتے کہ قبروں والے مردہ ہیں۔ مگر مٹی ہو گئے ہیں۔ نہ کسی کی سنتے ہیں نہ سنا تے ہیں۔ نہ ان سے کچھ نفع ہے نہ نقصان۔ مگر یہ عقیدہ جمہور علمائے امت اور اولیائے عظام کے خلاف ہے۔ اہل قبور اولیاء سے سب کچھ ملتا ہے۔ اجلہ محدثین اور جلیل القدر اولیاء کی کتابیں پڑھو۔

۱۲۴۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خون مبارک پیا۔ وجاء انہ لما شرب دمہ صلی اللہ علیہ وسلم تفنوع فہ مسکاً وبقیت راحۃ موجودۃ فی فہ الی ان صلبہ بعد قتله سنة ثلاث و سبعین ترجمہ :- حدیث شریف میں آیا ہے کہ عبد اللہ بن زبیر نے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خون پیا۔ تو اس کے منہ سے کستوری جیسی خوشبو آیا کرتی۔ اور یہ خوشبو اس کے منہ سے ساری عمر تک رہی۔ یہاں تک کہ ۳۰ سال بعد میں شہید ہو کر سولی پر لٹکائے گئے (زرقانی جلد ۷ ص ۲۲۱)

۱۲۵۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود اطہر کو قبر میں دفن کر رہے تھے۔ تو سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کی لخت جگر تشریف لائیں اور فرمایا۔ اے لاگو! تمہارے دل کس طرح پسند کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مٹی ڈال رہے ہو۔ پھر سیدہ طاہرہ نے قبر پاک سے مٹی لیکر آنکھوں پر رکھی اور فرمایا :-

ما ذا علی من شتم تزبۃ احمد : ان لا یشتم مدی الزمان غوالیا
ترجمہ :- جس شخص نے پیارے نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کی مٹی کو سونگھ لیا
اب وہ ہمیشہ تک کسی دوسری خوشبو کو نہ سونگھے تو عجیب نہیں (زرقانی جلد ۸ ص ۲۹۳)

۳۴۔ زرقانی جلد ۷ ص ۲۸۵ میں حضرت حسانؓ صحابی رضی اللہ عنہ کا یہ کلام درج ہے
 ۵۔ نبوتک یا قبرا رسول و بروتک ۶۔ بلاد ثوی فیہا المرشد المسدد
 و بروتک لحد منک فمن طیباً ۷۔ علیہ بناء من مبیع منصف
 ترجمہ :- اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پاک تجھے برکت دی گئی اور
 اس ولایت کو برکت دی گئی جس میں پیارا اور ایسا نوزانی ہادی کامل رہتا ہے اور
 اس لحد کو برکت دی گئی جس میں پیارا خوشبودار وجود ہے اور اس پر مبارک و مضبوط
 پتھر دل کا قبہ بنایا گیا ہے۔

۳۵۔ علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۸ ص ۳۱۶ میں حضرت شیخ ابو العباسؒ کا شعر
 نقل کیا ہے ۵

نسیم قبر البنی المصطفیٰ لھم ۶۔ رو عن اذا نشر و امن ذکر فاحا
 ترجمہ :- بنی مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی ہوا خوشبودار ان کے لئے
 باغات کی ہول ہے۔ جب وہاں آپ کے ذکر کی خوشبو بکھیرتے ہیں۔
 اس کے بعد علامہ زرقانی لکھتے ہیں اے اذ اذکس و اشما لہ و معجزاتہ شیشا
 فاحت راتحتھا (یعنی آپ کے اوصاف اور معجزات کا ذکر ہوتا ہے تو اس ذکر سے
 خوشبو ہوا میں بس جاتی ہے)

فائدہ :- مسلمانو! اپنے گھروں میں حضور کے پیارے ذکر کی محفلیں منعقد کیا
 کرو تاکہ تمہارے گھر بھی خوشبودار ہو جائیں۔ محفل میاں دپاک مجلس گیارہویں شریفین
 بابرکت کام ہیں۔ رحمت حق نازل ہوتی ہے۔

۳۶۔ زرقانی جلد ۷ ص ۳۰۶ میں ہے۔ ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے روضہ الہیہ پر لکھ لکھ گیا اور یہ شعر پڑھے

یا خبی من ذنبت بالافاع اعظمه : فطاب من طبعن الفاع والاکم
 نفسی الفدا عن قبر انت ساکنه : فیه العاف و فیه المجد والکرم
 ترجمہ :- اے وہ بہتر ذات پاک کہ آپ کا وجود اظہر اس پست زمین میں و فن ہے
 اور آپ کے وجود کی خوشبو سے سستی اور بندگی سب معطر ہو رہی ہے۔ میری جان اس
 قبر انور پر قربان کہ آپ اس میں ساکن ہیں۔ اس میں پوری سحرانی اور جود و کرم ہے
 (قبر سے فیض سخاوت جاری ہے) اما فسطائی یہ اشعار نقل کر کے لکھتے ہیں کہ وہ
 اعرابی قبر شریف کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور کہا اے اللہ تو نے غلام آزاد کرنے کا حکم دیا
 هذا حبیبک وانا عبدک فاعتق من النار بقبر حبیبک فصفت به هاتک
 یاخذ اتسأل العتق لک وحدک هذا سأل العتق فجميع المخلوق اذ عذب نقد
 اعتقناک من النار۔

ترجمہ :- اے میرے حبیب میں (صلی اللہ علیہ وسلم) اور میں تیرا بندہ ہوں اپنے
 حبیب پاک کی قبر انور کا صدقہ مجھے دوزخ سے آزاد کر دے۔ ہاتھ نے غیب سے
 آواز دی اے شخص تو نے صرف اپنے اکیلے اکیلے آزاد کی دوزخ مانگی۔ کیوں نہیں تو
 نے ساری خلقت کی آواز کی سوال کیا۔ جانتے ہیں ہم نے دوزخ کی آگ سے آزاد کیا
 اور علامہ زرقانی یہاں لکھتے ہیں کہ اس روایت کے راوی محمد بن حراب کا بیان ہے۔
 جس نے اعرابی کو ایسا کہتے دیکھا کہ میں رات کو سویا تو خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وآلہ وسلم میرے سامنے جلوہ افروز تھے۔ اور آپ نے فرمایا اے اعرابی
 و بشر بان الله قد غفر له بشفاعتی (اعرابی کے پاس جا۔ اُسے بشارت دے کہ

اللہ تعالیٰ نے میری شفاعت سے اُس کے گناہ بخش دیئے
 فائدہ ۸ :- دیکھا آپ کے روضہ اہلہر سے عشاق کیلئے تاقیامت فیض جاری ہے ابن
 تیمیہ اور اس کے تابعوں کیلئے وہاں کچھ نہیں۔ یہ بیچارے اس فیض روحانی سے
 محروم ہیں ان کے ہاں تو دلال جا کر مانگنا شرک ہے۔ ادھر کا سفر کرنا شرک ہے ادھر
 منہ کرنا شرک ہے وہاں مانگنے والا مشرک ہے نجدی کے ہاں آپ کا روضہ انور صنم الہر
 (ژرابت) ہے فو زبالہ منہا۔

۷۔ امام شرف الدین بو صیری کے مشہور قصیدہ بردہ کا شعر بھی سنتے جاتے
 لا طیب ببدل تو باضم اعظمہ : طوبی المنتش منہ معلنتم
 ترجمہ :- کوئی خوشبو اس مٹی کی خوشبو کے برابر نہیں جس سے آپ کا بدن اہلہر لگا ہوا ہے
 اس قبر کے سونگھنے والے کو بشارت ہو اور چومنے والے کو خوشخبری ہو۔

فائدہ ۸ :- علامہ زرقانی نے زرقانی جلد ۸ ص ۳۱۵ میں مذکورہ بالا شعر کی شرح لکھتے
 ہوئے اور قبر انور کو چومنے کا بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔ کہ اما قسطلانی نے قبر اہلہر
 کو چومنا مکروہ لکھا ہے۔ الا قصد تبرک فلا کراہۃ اعتمدہ الوصلی (لیکن برکت
 لینے کے ارادہ سے ہو تو کوئی مکروہ نہیں۔ علامہ رسلی نے ایسا ہی بیان کیا ہے) اس
 ثابت ہوا کہ اہل اللہ کی قبور کو بوسہ دینا حرام نہیں زیادہ سے زیادہ مکروہ ہے نہ کہ
 لیکن علامہ زرقانی اور علامہ رسلی نے اس کراہت کو بھی اڑا دیا۔ اور علامہ شہاب خفاجی محدث
 مالکی نسیم الریاض جلد ۲ ص ۵۲۳ میں فرماتے ہیں۔ تقبیلہ والصاق صدراہ یکسر وھذا
 امر غیر مجمع علیہ ولذا قال احمد والطبری لا باس بتقبیلہ والتزام دروی
 ان ابایوب الانصاری العیابی کان یلتزم القبر الشریف۔

ترجمہ :- قبر رسول کا چومنا اور اس سے سینہ چمکانا مکروہ ہے (بعض کے ہاں) اور یہ امر (مسئلہ) ایسا ہے (یعنی کراہت کا) اس پر علماء کا اجماع نہیں (یعنی اجماع چومنے پر ہوا) اسی واسطے حضرت امام احمد بن حنبل اور امام ابن جریر البطری نے فرمادیا کہ قبر کے چومنے میں کوئی حرج نہیں اور نہ چمٹنے سے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری صحابی رضی اللہ عنہ آپ کی قبر سے چمٹے رہتے تھے ۔

ذیل :- عینی شرح بخاری جلد ۴ ص ۶۰ اور فتح الباری شرح بخاری جلد ۶ ص ۱۱۱ میں علامہ عینی اور علامہ ابن حجر ہر دو محدث جو دنیا بھر میں شہرہ آفاق ہیں لکھتے ہیں نقل عن ابن الصیف الیمانی احد علماء مکتہ من الشافعیۃ جواز تقبیل المصحف واجزاء الحدیث وقبور الصالحین (ابن صیف الیمانی جو علماء مکہ سے مفتی و محدث شافعی گذرے ہیں اُن سے نقل ہے کہ قرآن مجید اور احادیث شریف کی کتب اور صالحین کی قبروں کا چومنا جائز ہے)

ذیل :- علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی جو ہر المنظم ص ۸ میں لکھتے ہیں ۔ ریچھو تقبیل القبر الشریف ومسہ وعلیہ عمل العلماء الصالحین (قبر شریف کو چومنا ۔ ہاتھ لگانا چمٹنا جائز ہے ۔ اس پر صالحین علماء کا عمل ہے)

ذیل :- امام حلیل حافظ جلال الدین سیوطی کتاب توہید میں لکھتے ہیں ۔ واستنبط العلماء العارفین من تقبیل الحجر الاسود تقبیل قبور الصالحین (عارف ربانی علماء نے حجر اسود کے چومنے سے یہ مسئلہ نکالا ہے کہ صالحین اولیاء اللہ کی قبروں کا چومنا بھی درست ہے) یہ ہے اُمت کے حلیل الشان محدثین اور مفتیین کا فتویٰ ۔

سایہ نور

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

چونکہ حضور سرِ پانور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود پاک نور ہی نور تھا۔ اور نور کا
سایہ نہیں ہو سکتا۔ لہذا آپ کے جسم نور کا سایہ نہ تھا۔ سایہ نہ ہونا ثابت کرتا ہے۔
کہ آپ نور تھے لیکن منکرین چونکہ آپ کو نور نہیں جانتے۔ لہذا اس صفت سے بھی
انکاری ہیں کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت عریض
شریف سے ثابت ہے۔ اور اجماع محدثین نے اس حدیث پر اقرار کیا ہے اور آپ
کی اس صفت کو اپنی سیرت کی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

۱۔ امام جلیل حافظ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۶۸ میں
حدیث شریف نقل کرتے ہیں۔ اخرج المجاہد عن ذکوان ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن له ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبغ من حضراتہ
ابن طلحہ کان لا یقع علی الارض وانه کان نوراً فان اذا مشی فی الشمس او القمر
لا ینظر له ظل ویشہد له حدیث قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی دعائہ وعلانی
ذرا۔

ترجمہ :- حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا سایہ نہ تھا۔ نہ سورج میں نہ چاند میں۔ محدث اجل ابن سبغ نے کہا کہ یہ آپ
کی خصوصیتوں سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ کیونکہ آپ نور تھے۔

اور جب بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دھوپ یا چاندنی میں چلے آپ کا سایہ نہیں دیکھا گیا۔ اور اس بات کی وہ حدیث بھی شاہد ہے۔ کہ آپ نے اپنی دعا میں فرمایا۔ اللہم اجعلنی نورا (اے اللہ مجھے نور بنادے) پس آپ کی دعا منظور ہو کر آپ نور ہی نور ہو چکے تو نور کا سایہ نہیں۔

۲۔ علامہ شہاب خفاجی محدث مالکی نسیم الریاض جلد ۳ ص ۸۲ میں ایک حدیث شریف نقل کرتے ہیں۔ روى ابن الجوزی فی کتاب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقیم مع شمس الا غلب ضوءہ ولا مع سراج الا غلب ضوءہ منورۃ وقد نطق القرآن بانه النور المبین فان فہمت فهو نور علی نور۔

ترجمہ :- ابن جوزی محدث نے کتاب الوفاء میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا آپ سورج کے دُور دُور سے ہوتے تو آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آجاتا اور جب چراغ کے سامنے آتے تو آپ کا نور چراغ کے نور پر غالب آجاتا اور قرآن مجید میں بھی آپ کو نور مبین کہا گیا۔ پس تو سمجھ لے کہ آپ نور علی نور تھے۔ اس کے بعد علامہ شہاب خفاجی نے یہ رباعی لکھی ہے۔

ما جرى نطل احمد اذ يال : في الارض كرامة كما قد قالوا

هذا عجب دكده من عجب : والنام بطله جميعا قالوا

ترجمہ :- (احمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ تھا) آپ کے سایہ پر کسی کا دامن (یا پاؤں) زمین پر نہیں آیا۔ یہ آپ کی بزرگی و عزت ہے جیسا کہ علماء نے کہا اور

یہ عجب شان ہے اور نہایت عجب بات یہ ہے۔ کہ باوجود سایہ نہ ہونے کے تمام لوگ آپ کے سایہ میں ہیں۔

۴۴۔ اسی کتاب جلد ۳ ص ۴۸ میں ہے۔ ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم ان الذباب کان لا یقع علی جسمہ ولا ثیابہ لان ذاتہ صلی اللہ علیہ وسلم نور وکذا ورد انه لم یکن له ظل۔

ترجمہ :- اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیلوں سے یہ بھی ہے کہ مکھی آپ کے جسم اظہر پر نہ بیٹھتی تھی۔ اور نہ آپ کے کپڑوں پر۔ کیونکہ آپ کی ذات پاک نور تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم اسی واسطے حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ آپ کا سایہ نہ تھا۔

حکیم اور وفی تفسیر المذاکر فی سورۃ النور۔

فائدہ :- علامہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ آپ کی صفت کہ سایہ نہ ہونا بھی نبوت کی ایک دلیل ہے۔ پس جو نبوت کی کسی ایک دلیل کا انکاری ہو اس کا اسلام کیسا اندر آپ کی نبوت پر ایمان کی کیا شان۔

۴۵۔ علامہ قاضی عیاض محدث مالکی کتاب الشفا جلد ۲ ص ۲۸۲ میں فرماتے ہیں۔ ومن دلائل نبوتہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ذکرہ ابن سبع من انه لا ظل لشخصہ فی شمس ولا قمر لانه صلی اللہ علیہ وسلم کان نوراً۔

ترجمہ :- آپ کی نبوت کے دلائل سے یہ بھی ایک دلیل ہے جس کا ذکر محدث جلیل ابن سبع نے کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک کا سایہ نہ تھا۔ نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے (پس آپ کی اس دلیل نبوت کا انکاری ایمان لیجئے کہ آپ کی نبوت پر پورا مومن نہیں۔

۵۔ امام احمد قسطلانی شراح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۶ میں یوں لکھتے ہیں۔ ولہ یکن لہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل فی شمس ولا قمر واداء المزمذی الحکیم عن ذکرن وقال ابن سلع فی شفاء الصدور کان صلی اللہ علیہ وسلم ذراکان اذا مشی فی الشمس اذا فقی لا یظہر لہ ظل۔

ترجمہ:- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ نہ سورج میں نہ چاند میں حکیم ترمذی نے اس حدیث کو ذکوان سے روایت کیا۔ اور محدث ابن سلع نے اپنی کتاب شفاء الصدور میں کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور تھے۔ جب سورج اور چاند کے روبرو چلتے آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا۔

۶۔ علامہ اجل زرقانی کتاب زرقانی مطبوعہ مصر جلد ۴ صفحہ ۲۶ میں کہتے ہیں اور اسی حدیث کی شرح لکھتے ہیں۔ لانه کان نور اذ قال رزین غلبۃ الازارۃ وحکمة ذالک صیانۃ عن ان یطأ کافر علی ظلمہ۔

ترجمہ:- (آپ کا سایہ نہ تھا) کیونکہ آپ نور تھے۔ اور امام رزین (جو حدیث کے امام ہیں) نے کہا غلبۃ الازار کی وجہ سے سایہ نہ تھا۔ اور اس میں یہ حکمت بھی کہتے ہیں۔ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و حفاظت ہے۔ کہ آپ کے سایہ پر کسی کافر کا قدم نہ پڑے۔ (سایہ نہ رکھا)

۷۔ علامہ زرقانی اسی کتاب اسی صفحہ میں لکھتے ہیں۔ ذکوان بنی صالح اممان الزبیا المذنی اذابی عمن والمذنی موی عاشۃ کل منھما ثقۃ من التابین نہومر مسل روی ابن المبارک وابن الجوزی عن ابن عباس لہ یکن للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقیم مع الشمس قط الا غلب ضوۃ الشمس ولم یقیم مع سراج قط الا غلب ضوۃ

منہ اسلام (زرقانی جلد ۴ ص ۲۲)

ترجمہ :- ذکوان (جو اس حدیث کا راوی اول ہے) دو ہیں۔ ایک ابو صالح اسمان الزیات المدنی دوسرا ابو عمرو مدنی حضرت عائشہؓ کا آزاد کردہ غلام اور یہ دونوں ذکوان تابعی ہیں اور ثقہ و مقبر عالم ہیں۔ پس یہ حدیث مرسل ہے۔ اور عبد اللہ بن مبارک اور ابن جوزی نے (ایک حدیث مرفوع) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ آپؐ جب کبھی سورج کے سامنے کھڑے ہوئے آپؐ کا نور سورج کے نور پر غالب آگیا۔ اور جب کبھی چراغ کے نور سرد ہوئے۔ چراغ کے نور پر غالب آگئے۔

فائدہ ۱ :- سلیمان ندوی نے سیرت النبی جلد سوم ص ۷۷ میں لکھا ہے۔ "عوام میں مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ یہ کسی روایت سے ثابت نہیں۔" سلیمان ندوی کا یہ لکھنا کہ عوام میں مشہور ہے عجب بات ہے۔ اس صفت کے بیان کرنے والے تو محدثین عظام ہیں نہ کہ عوام۔ دیکھئے علامہ اجل محدث جلیل حضرت زرقانیؒ اس صفت کو ثابت کر رہے ہیں۔ یہی زرقانیؒ ہیں جن کی تعریف بڑا سلیمان ندوی نے سیرت النبی جلد ۳ ص ۳۷ میں لکھا کہ علامہ زرقانیؒ اعتبار پسند محدثین سے ہیں۔ بعض محضرات غیر مستند کی انہوں نے تردید کی ہے لیکن یہاں علامہ زرقانیؒ تو اس صفت کو ثابت کر رہے ہیں تردید نہیں کر رہے۔ ایسے ہی اور محدثین عظام لکھ رہے ہیں۔ مگر سلیمان ندوی لکھتا ہے کہ یہ بات عوام میں مشہور ہے۔ گویا علماء میں نہیں۔

۸۔ لیجئے ایک اور حافظ حدیث علامہ علی بن برہان الدین علیؒ اپنی کتاب مشہور

سیرت حلبیہ جلد ۲ ص ۹۷ میں لکھتے ہیں۔ لان نقل شخصہ الشمس یف کان لا یطهر فی شمس
ولا قمر لکلا یطابا لافدام۔

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود پاک کا سایہ نہ سورج میں ظاہر نہ ہو نہ چاند میں کہ
اس پر پاؤں نہ آئیں۔

۵۔ یہی حافظ حلبی اسی کتاب اسی صفحہ میں محدث جلیل و عاشق رسول حبیب حضرت علامہ
امام تقی الدین سبکی کا یہ شعر نقل کرتے ہیں ۵

لقد نزه الرحمن ظلاله ان یروی : علی الارض ملقی فانطوی لمزیة

ترجمہ :- پیارے رحمن نے یا رسول اللہ آپ کے سایہ کو اس بات سے منزه (پاک)
رکھا کہ زمین پڑے (اور تاراج ہو جائے) لہذا اُسے تعظیماً پلیٹ لیا۔

فائدہ ۱۸ :- یہ وہ امام سبکی ہیں جو ابن تیمیہ کے زمانہ میں موجود تھے جب ابن تیمیہ
نے رسالہ لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی طرف سفر کرنا شرک ہے
تو اپنی امام سبکی نے اسی وقت ابن تیمیہ کا رد لکھا۔ اور رسالہ شفاء الاسقام فی زیارة خیر الامام
کے نام سے لکھ کر ترویج کی۔ جو اس وقت کے محدثین عظام اور علمائے کرام کے ہاں
مقبول ہوا۔ اور سلطان وقت نے ابن تیمیہ کو قید کر دیا۔

۱۰۔ حضرت ملا علی قاری جو علم حدیث میں یدِ طولیٰ رکھتے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف کی شرح
مرقاۃ لکھی۔ اور اکثر کتابیں آپ کی مشہور ہیں۔ اپنی کتاب جمع الرسائل بشرح الشامل
مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۱ میں لکھتے ہیں۔ عن ابن عباس لدیکن له ظل المحدث
میں گزر چکی ہے۔

۱۱۔ حضرت امام منادی نے منادی شرح شامل مطبوعہ مصر جلد ۱ ص ۴ میں بالکل یہی

حدیث جو نمبر ۱ میں بمعہ ترجمہ گزر چکی ہے۔ لکھی ہے۔ اور اس پر اعتبار کیا۔
فائل ۸:- یہ امام منادیؒ حضرت امام سیوطیؒ کے استاد تھے۔ حافظ عراقیؒ کے شاگرد
 تھے۔ ۸۹۷ھ میں پیدا ہوئے ۹۸۷ھ میں فوت ہوئے۔ امام شافعیؒ کی درسگاہ
 میں بھی درس حدیث دیتے رہے۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری نے اور علاؤ الدینی
 نے حضرت امام منادیؒ کو شیخ الاسلام کے خطاب سے یاد کیا ہے۔ دیکھو مواہب اللدنیہ
 وزرقانی جلد ۱ ص ۱۷۱۔ تو یہ سب حافظان حدیث فاضل اہل گذرے ہیں۔ یا کہ عوام
 میں شامل تھے۔

۱۲۔ لیجئے اب اپنے ملک کے علمائے جلیل الشان شہرہ آفاق مقبولان عالم اسلام کا
 عقیدہ دیکھو۔ حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحی محدث دہلوی شارح مشکوٰۃ اس ملک
 میں علم حدیث کے استاذ العلماء اپنی کتاب مدارج النبوت جلد ۱ ص ۱۱۱ میں لکھتے ہیں۔
 ”وہ نے افتاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را سایہ بر زمین کہ محل کثافت و نجاست
 است و دیدہ نشد اور اسایہ در آفتاب چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین نور باشد
 نور را سایہ نہ باشد۔“

ترجمہ:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا۔ کیونکہ زمین پر گندی
 اور غلیظ جگہیں بھی ہیں (وہاں سایہ آجاتا) آپ کا سایہ سورج میں نہیں دیکھا گیا۔
 چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عین نور تھے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔

۱۳۔ اس ملک کے شہرہ آفاق محدث حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی تفسیر
 عزیزی پارہ ۷ ص ۲۱۹ میں لکھتے ہیں۔ ”از خصوصیاتیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 را در بدن مبارکش دادہ بودند آن بود کہ سایہ ایشان بر زمین نہ افتاد۔“

ترجمہ :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کی خاصیتوں میں سے ایک خاصیت یہ بھی تھی کہ زمین پر آپ کا سایہ نہ پڑتا تھا۔

۱۴۔ اس ملک کی مایہ ناز ہستی خواجہ خواجگان شیخ الشیوخ قیوم عالم شاہباز عرفانی حضرت خواجہ محمد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ اپنی بے مثل کتاب مکتوبات مجددی و فرسوم مکتوب نمبر ۱۱ میں فرماتے ہیں :- اور اعلیٰ اللہ علیہ وسلم سایہ نبود در عالم شہادت سایہ ہر شخص از شخص لطیف تر است چوں لطیف ترے از فی صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اور سایہ چہ صورت و در :-

ترجمہ :- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ چونکہ ہر شخص کا سایہ اس کے وجود سے زیادہ لطیف ہے اور حیکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود پاک سے زیادہ لطیف دنیا میں کوئی شے نہیں۔ تو پھر آپ کا سایہ کیسے ہوتا۔ (کیونکہ وہ آپ کے وجود سے لطیف ہوتا اور یہ ہو نہیں سکتا کہ آپ کے وجود سے کوئی شے زیادہ لطیف ہو)

بَلِّغْكَانَ الْمَلَأَ :- عشاق رسول کی کیسی پیاری عبارتیں اور کیا نوزانی عقیدہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عشق ہر لفظ سے روشن ہے۔ تو اب یہ مقبولان عالم عوام میں شامل ہیں۔ یا خاص الخاص ہیں ایسے محققین کی ایسی عبارت کے ہوتے ہوئے سلیمان ندوی کا یہ کہنا کہ آپ کا سایہ نہ ہونا عوام میں مشہور ہے تعجب پر تعجب ہے۔ ایسے مولوی یوں لکھ کر عوام کم علم مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ عوام بیچارے جان لیتے ہیں کہ یہ اتنا بڑا مولوی یوں لکھ رہا ہے۔ تو ضرور اس کا خیال ٹھیک ہے۔ علماء نے ایسا کہیں نہیں لکھا ہوگا۔ عام لوگوں نے یوں ہی مشہور کر دیا

اب سلیمان ندوی نے تو یوں لکھ دیا کہ یہ خیال عوام کا ہے مگر ہم نے تحقیق کی تو آپ کے
 سہ ماہ کی نفی کرنے والے بڑے بڑے محدثین عظام نکلے۔ مثلاً حافظ علامہ سیوطی۔ امام حکیم ترمذی
 محدث جلیل ابن سنیع۔ علامہ شہاب خجائی۔ محدث ابن جوزی۔ علامہ قاضی عیاض محدث مالکی۔ ام قسطلانی
 شارح بخاری۔ علامہ زرقانی۔ امام ازہر محدث۔ ذکوان تلمیذی۔ ابن عباس معالی۔ ابن المبارک تلمیذی
 حافظ حلبی۔ امام سبکی محدث شافعی۔ ملا علی قاری محدث حنفی۔ امام منادی محدث شافعی شیخ محقق عبدالحق
 محدث دہلوی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی۔ امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہم اللہ تعالیٰ۔

اب بتائیے یہ حضرات عوام میں یا کہ خواص انحراف اور شہر و آفاق ہستیاں !

دیدار نور

یہ گداؤ بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا : نور دین دونا تر اے ڈال قدر نور کا
 چونکہ حضور سرابا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجسمہ نور ہیں سورج و چاند سے آپ کی نورانیت
 زیادہ ہے۔ بلکہ یہ ہر فرد آپ کے نور سے مستنیر (نور لینے والے) ہیں۔ جب آپ کے فیض یافتہ ہر جگہ
 موجود ہیں تو آپ کے دیدار نور کو بھی ایک وقت میں ایک گھڑی ایک منٹ میں ہزاروں آدمی
 ہزاروں جگہوں پر دیکھ سکتے ہیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے بعید نہیں جس نے
 آپ کو نور بنا دیا ہے۔ اس نے یہ قدرت بھی عطا کی ہے۔ چنانچہ

۲۹۵

۱۔ امام احمد قسطلانی شارح بخاری اپنی کتاب مواہب اللدنیہ مع زندگانی مصری جلد ۵
 میں یوں لکھتے ہیں۔ قد اجاب الشیخ ہدال دین اور کثی عن سوال ثوبیہ جماعۃ لہ صلی اللہ علیہ
 وسلم فی ان واحد من اقطار متباعث مع ان رویتہ صلی اللہ علیہ وسلم حق باقہ سراج و نور الشمس
 فی کل العالم مثال نورہ صلی اللہ علیہ وسلم فی العوالم وکما ان الشمس یراہا کل من فی المشرق والمغرب

فی ساعة واحدہ وبصفا مختلفہ نکلد اللہ البنی صلی اللہ علیہ وسلم۔

ترجمہ :- شیخ بد الدین مذکبی نے جواب دیا ہے۔ اس سوال کا کہ ایک تمام مسلمانوں کی ایک ہی گھڑی میں دور دراز مختلف جگہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مستفید ہو رہے ہیں۔ (یعنی ایک ہی آن میں آپ کی زیارت کئی مسلمانوں کو کئی جگہوں میں ہو رہی ہے۔ کیا یہ درست ہے) شیخ نے جواب دیا یہ جی نہیں ہے اور درست ہے۔ کیونکہ آپ کو سراج منیر کہا گیا (اور سورج کو بھی) اور دنیا میں سورج کے نور کی مثال آپ کے نور کی مثال ہے جس طرح سورج کو ہر ایک شخص مشرق و مغرب میں دیکھ رہا ہے اور ایک ہی گھڑی میں مختلف صوفیوں سے دیکھ رہا ہے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں (یعنی آپ بھی ایک وقت میں متعدد جگہ دیکھے جاتے ہیں۔ ۲۔ اور امام مناوی اپنی کتاب مناوی شرح شمائل مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۲۳۱ میں اس طرح لکھتے ہیں۔

لأنه سبحانه تعالى جعله رحمة للعالمين محفوظا عن وهو اس الشيطان وانما انتود العالم بنور وجوده فكيف يتصور ان تيشل الشيطان بصورته ومن رآه باى هيئة دليل على صلاح حال الرائي لانه كالمراة المستقلة ينطبع فيها ما يراها بلها وبه علم صحة رؤيته جمع له في ان واحد في انظار متباعدة اجا وصامتخافة وكما ان الشمس يراها كل انسان في الشرق والغرب في ساعة واحد وبصفا مختلفة نكلد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الشيخ الجليل والشاذلي واليانبي والمرسي وعلي وفدا القلوب المتطلاني وغيرهم انعم رآوه بفيضة قال ابن ابي عمير ومنكر ذلك ان كان ممن يكن ب بكرامات الاوليا خلا كلام۔

ترجمہ :- اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمتہ للعالمین بنایا ہے۔ اور شیاطین کے دوسو کوس محفوظ رکھا ہے۔ اور جب تمام عالم آپ کے نور وجود سے روشن ہے۔ پس شیطان آپ کی مثل کب صورت بنا سکتا ہے۔ (آپ کی مثل نہیں ہو سکتا) اور جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا جس صورت

میں بھی دیکھا۔ وہ دیکھنے والے کے اپنے صلاح حال کے مطابق ہے۔ (جیسی اس شخص میں صلاحیت دیکھنے کی ہے ویسا ہی آپ کو دیکھیں گے) کیونکہ آپ تو صاف و شفاف صیقل شدہ آئینہ ہیں۔ اس میں وہ چیزیں نظر آئیں گی جو اس آئینہ کے سامنے ہے اور یہ مسئلہ بھی صحیح ہے کہ مسلمانوں کی کثیر جماعت مختلف جگہوں میں ایک ہی آن میں آپ کو مختلف صورتوں میں دیکھتی ہے۔ جیسا کہ سورج کو ہر شخص مشرق ہو چاہے غریب ایک ہی آن میں مختلف حالتوں میں دیکھتا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثال ہے اور جناب شیخ عبدالقادر جیلانی۔ اور شیخ شاذلیؒ۔ امام یافعیؒ۔ شیخ ابوالعباس مرسیؒ۔ شیخ علی وفا اور امام احمدؒ قلب قطلانی وغیرہ کی حکایات مشہور ہیں۔ کہ ان مشائخ نے آپ کو بیداری میں دیکھا ہے۔ رحمۃ اللہ علیہم جمعین اور شیخ اجل ابن ابی جمرہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا۔ جو اس مسئلہ کا منکر ہے۔ تو یہ شخص کرامات اولیاء کا منکر ہے۔ لہذا ایسے شخص سے کلام نہ کیا جائے۔ واذ اخاطبہم المجاہلون قالوا سلما۔

۳۔ حضرت ملا علی قاری محدثی جمع الوسائل بشرح الشامل مطبوعہ جلد ۲ ص ۲۳۵ میں بھی ایسا ہی لکھتے ہیں جو از رویۃ جماعۃ لہ فی ان واحد من افہام متابعۃ بانہ صلی اللہ علیہ وسلم سر اج و نور الشمس فی ہذا العالم مثال نورہ فی العوالم کما ان الشمس یراها کل من فی المشرق والمغرب فی ساعۃ واحدۃ۔ ترجمہ :- ایک ہی گھڑی میں کئی جگہوں پر کئی مسلمانوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا جائز اور ٹھیک ہے آپ سر اج ہیں آپ کی مثال سورج کے نور کی مثال ہے سورج کو ہر شخص مشرق و مغرب میں دیکھتا ہے اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایک ہی وقت میں کئی جگہ دیکھتے ہیں۔

۴۔ یہی ملا علی قاری اسی کتاب جلد ۲ ص ۲۳۵ میں فرماتے ہیں۔ قال ابوالعباس المرسی رضی اللہ عنہ وحب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرفۃ عین ماعندہ نفسی مسلما۔

ترجمہ :- شیخ اہل حضرت ابو العباس المرسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد ہے کہ اگر جناب رسول اللہ علیہ السلام کی تصویر میری نظر سے آنے لگے تو میں عرصہ ہی پردہ میں ہو جاؤں۔ تو میں خود کو مسلمان نہ سمجھوں۔

آل نور

تیری نسل پاک میں ہے سچے سچے نور کا :- تو ہے عین نور تیرا سب گھر نہ نور کا

۱۔ (شکوۃ شریف ص ۵۶۸) قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاطمہ بضعة منی۔

ترجمہ :- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میرے بدن کا ایک ٹکڑا ہے۔
۲۔ نزہۃ المجالس مطبوعہ مصر جلد ۲ ص ۲۳۵ میں ہے۔ فلما حملت خدیجة بافاطمة وجدت رائحة الجنة تسعة اشهر فلما وضعتها انقلبت الرائحة ایجاب۔

ترجمہ :- جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنی ماں خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم میں تھیں۔ تو حضرت خدیجہ نوہین نے تک جنت کی خوشبو اپنے بدن سے محسوس کرتی رہی۔ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں تو وہ خوشبو سیدہ کی طرف منتقل ہو گئی۔

۳۔ نزہۃ المجالس مصری جلد ۲ ص ۲۳۶ میں ہے امام کسائی سے روایت ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کمال حسین تھے ان کے ایک رخسار میں نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چمک تھی۔ دوسرے رخسار میں نور یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روشنی تھی۔ اور حضرت حوا علیہما السلام کو ستر حورول جیسا حسن دیا گیا تھا۔

فصادق حواء بن الحور العین کا لقمہ فی الکواکب (حوا حورول میں ایسے تھے جیسے تارویج ہند) آدم علیہ السلام نے ایک دن کہا۔ اے حوا ہم دونوں سے زیادہ حسین کوئی مخلوق نہ ہوگی۔ اسی وقت اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور کہا دونوں کا ہاتھ پکڑ اور فردوس اعلیٰ میں لیجا جبرئیل لے گئے۔ وہاں سرخ یا قوت کا ایک لعل دیکھا۔ نہایت خوبصورت۔ اس میں ایک کافوری

خوشنود ارقبہ لورانی ہے۔ قبہ میں ایک تخت منہری پر ایک لڑکی بیٹھی ہے۔ اس کے چہرہ انور کی شعاع سے آدم علیہ السلام حیران رہ گئے۔ عرض کیا اپنی یہ کون لڑکی ہے قال فاطمة بنت محمد صلی اللہ علیہما وسلم (یہ فاطمہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں)

۴۔ مولانا عبدالباق دہلوی نے کتاب فردوسِ آسیہ ص ۲۱ میں لکھا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے چہرہ پاک کی روشنی سے سوئی میں دھاگا ڈال لیا کرتی۔

۵۔ مشکوٰۃ شریف ص ۵ میں ہے۔ عن علی قال الحسن اشبه رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بين الصدر الى الرأس والحسين اشبه النبي صلى الله عليه وسلم ما كان أسفل من ذلك :-

ترجمہ :- جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سر سے سینہ تک پیارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ اور جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاؤں سے سینہ تک اپنے نانا جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔

۶۔ مشکوٰۃ ص ۵ میں ہے۔ عن انس قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم اي اهل بيته احب اليك قال الحسن والحسين وكان يقول فاطمة ادعني اتي فيشتمهما ويفضهما اليه -

ترجمہ :- انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ یا رسول اللہ آپ کے اہل بیت میں بہت پیارا آپ کو کون ہے۔ فرمایا حسن و حسین رضی اللہ عنہما اور آپ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا کرتے تھے۔ میرے بیٹوں کو بلا۔ جب وہ آتے۔ تو آپ ان دونوں کو سونگھتے اور سینے سے لگاتے۔

۷۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سرالشاہدین ص ۱ میں فرماتے ہیں۔ وجعاً صراحتاً
لملاحظہ و خدین بجماله فاعلموا انما القویرین لہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الظاہر -
ترجمہ :- امام حسن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبصورتی
کے دو آئینے اور آپ کے جمال انور کے دو رخسار تھے۔ بیشک ہر دو ظاہر میں آپ
صلی اللہ علیہ وسلم کی دو تصویریں تھیں۔

۸۔ نذرالابصار مطبوعہ مصر ص ۱۷ میں ہے۔ حضرت ابوسریہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ ان
الحسن بن علی احسن الناس وجہاً وکان عنقہ ابریق فضة۔

ترجمہ :- حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب لوگوں سے نذرانی چہرہ تھے۔ آپ کی گردن
مبارک چاند کی صراحی تھی۔

۹۔ لطائف اشرفی سے نقل ہے۔ کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر حسین و
جمیل تھے کہ جب آپ اندھیرے میں بیٹھے ہوتے۔ آپ کے چہرہ انور کی چمک سے
لوگ دیکھ لیتے کہ آپ دہل بیٹھے ہیں (سچا شہادت نامہ ص ۳)

۱۰۔ نذرالابصار مطبوعہ مصر ص ۱۷ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
اے ابوبکر مجھے اللہ تعالیٰ نے نور کے ایک بوہرے پیدا کیا۔ پھر مجھے اپنے سامنے ٹھہرا کیا۔
میں حیا سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔ میرے پسینہ سے چار قطرے گرے ایک قطرہ سے اے
ابوبکر تُو۔ دوسرے سے عمرؓ۔ تیسرے سے عثمانؓ اور چوتھے سے علیؓ پیدا ہوئے۔
پس اے ابوبکر تیرا اور عمر و عثمان و علی کا نور میرے نور سے ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

۱۰۔ سیرت حلبیہ جلد ۱ ص ۵۶۵ میں علامہ حلبی نے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا۔ میرے پاس جبریل آئے اور کہا اگر تُو نے زمین پر اس وقت یوسف صدیق

علیہ السلام کی مثل صورت دیکھنا چاہتے ہو۔ فانظر الی عثمان بن عفان (تو حضرت عثمان غنی کو دیکھو) ولتزوجہ بنتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل لہ ذوالنورین (اُن کے گھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں رہیں۔ لہذا انہیں ذوالنورین کہا گئے) اور جناب علیؑ سے حضرت عثمانؓ کے بارے پوچھا گیا۔ فرمایا ذالک امر یدعی فی الملأ الاعلیٰ ذالمنورین (یہ وہ شخص ہے عثمانؓ) کہ ملائعہ علیؑ میں اس کا لقب ذوالنورین ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔

فادک :- حافظ حدیث علامہ حلبیؒ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین ثابت کیا ہے۔ جو خدا داد ہے۔ معنی ہیں دو نور والا۔ گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحب زاد بیٹیں کو نور کہا گیا۔ جب آپؐ کی صاحبزادیوں کو نور کہہ سکتے ہیں۔ تو پھر آپؐ کو نور کہنا کیوں درست نہیں۔ نور آپؐ کا نام اور آپؐ کی صفت مستند کتب سے ثابت ہو چکے ہیں۔ اب انکار ٹھیک نہیں۔

علامہ شہاب خفاجیؒ محدث مالکی نے نسیم الریاض مصری جلد ۱ ص ۳۶۵ میں فیصلہ کیا۔ ان کل صفة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثبتت بالتواتر یفصح کفر (سپارہ) نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی ایک صفت جو بالتواتر ثابت ہو اس کا انکار کرنا کفر ہے)

معلوم ہو گیا کہ علمائے کرام کی بڑی جماعت آپؐ کے نور ہونے کی قائل ہے۔

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

(نور محمد خوشنویس یا لکھوٹ)

علمائے کرام و مشائخ عظام جو کتاب ہذا میں مذکور ہوئے

نمبر شمار	اسمائے کرامی	نمبر شمار	اشمائے کرامی	نمبر شمار	اسمائے کرامی
۱	سیدنا امام جعفر صادق <small>رضی اللہ عنہ</small>	۱۷	امام زین <small>رضی اللہ عنہ</small> محدث	۳۳	علامہ ابو السعود مفسر
۲	حضرت کعب احبار تابعی	۱۸	امام ابن حبان محدث	۳۴	علامہ اسماعیل حنفی مفسر
۳	حضرت سعید بن جبیر تابعی	۱۹	امام بیہقی محدث	۳۵	علامہ خازن مفسر
۴	امام ابو حنیفہ <small>رضی اللہ عنہ</small> تابعی	۲۰	امام دارقطنی محدث	۳۶	علامہ منفی مفسر
۵	امام مالک <small>رضی اللہ عنہ</small> تابعی	۲۱	امام بہام غزالی محدث	۳۷	علامہ صادی مفسر
۶	امام شافعی <small>رضی اللہ عنہ</small> تابعی	۲۲	امام خطیب بغدادی محدث	۳۸	علامہ ابن حجر شامی بخاری
۷	امام احمد بن حنبل <small>رضی اللہ عنہ</small> تابعی	۲۳	امام حکیم ترمذی محدث	۳۹	علامہ یحییٰ شامی بخاری
۸	امام ابن عطاء محدث	۲۴	امام ابن سبع محدث	۴۰	علامہ قسطلانی شامی بخاری
۹	امام کسائی محدث	۲۵	امام ابن کثیر مفسر	۴۱	علامہ قاری شامی مشکوٰۃ
۱۰	امام عبدالرزاق محدث	۲۶	امام ابن جریر الطبری مفسر	۴۲	علامہ قاضی عیاض محدث
۱۱	امام بخاری محدث	۲۷	امام فخر الدین رازی مفسر	۴۳	علامہ شہاب بخاری محدث
۱۲	امام مسلم محدث	۲۸	امام قرطبی مفسر	۴۴	علامہ زرقانی محدث
۱۳	امام ترمذی محدث	۲۹	امام جلال الدین سیوطی مفسر	۴۵	علامہ حلبی محدث
۱۴	امام ابو داؤد محدث	۳۰	امام منادی استاد سیوطی	۴۶	علامہ ابن المبر محدث
۱۵	امام نسائی محدث	۳۱	امام بیہادی مفسر	۴۷	امام بیہقی محدث
۱۶	امام ابن ماجہ محدث	۳۲	علامہ آلوسی مفسر	۴۸	امام ابن المحادی محدث

۴۹	امام بدر الدین زکشی محدث	۵۷	حضرت شیخ ابوالحسن الشاذلی	۶۵	شیخ عبدالحی محدث دہلوی
۵۰	امام ابن حجر مکی البیہقی محدث	۵۸	حضرت شیخ نجم الدین کبری	۶۶	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی
۵۱	امام ابن سعد محدث	۵۹	حضرت شیخ ابوالعباس المہدی	۶۷	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی
۵۲	امام تقی الدین سبکی محدث	۶۰	حضرت شیخ علی حفا	۶۸	شاہ عبد القادر محدث دہلوی
۵۳	علامہ فاضل شامی دلائل الخیرات	۶۱	حضرت شیخ ابن ابی حمزہ	۶۹	محدث ابن جوزی
۵۴	علامہ ابن الصیف الیمانی محدث	۶۲	امام العارف ابو صیری	۷۰	علامہ یوسف بنھانی
۵۵	سلطان الاولیاء غوث الاعظم دہلوی	۶۳	عارف الامام یافعی		
۵۶	امام ربانی مجدد الف ثانی	۶۴	شاہ ابوالمعالی لاہوری		

مصلیہ کے صحابہ کرامؓ کے علاوہ امت کے یہ ستر جلیل الشان علماء اور بزرگ حضور
صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے نور ہونے کے قائل ہیں۔ سب کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ
آپ نور ہیں۔ منکرین ان میں سے کسی ایک کی نسبت ثابت کر دیں کہ اس کا یہ عقیدہ نہ تھا
بفضلہ تعالیٰ تا قیامت ثابت نہ کر سکیں گے۔ پس بغوائے حدیث شریف اتبعوا السواد
الاعظم من شد شد فی النار (بڑی جماعت کی پیروی کرو جو جدا ہوا بڑی جماعت سے
جہنمی ہے)۔

اب منکرین کو چاہیے۔ کہ مومنین علمائے عظام کی بڑی جماعت کے ہم عقیدہ ہو کر صحیح
راستہ اختیار کر لیں۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین اللہم صلی علی سیدنا و مولانا محمد و علی
الہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین ربنا اغفر لی و لکونین

تقریظ

فاضل جلیل عالم نبیل فخر زماں داعظ شیریں بیاں نازش قوم و ملت
شیر پیشہ اہلسنت حضرت علامہ مولانا محمد عبدالرشید صاحب قلم مدظلہ
صدر مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور شریف سیال و خطیب جامع مسجد شاہ جماعت
نارووال۔

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُوْلِكَ الْكَرِيْمِ

حامداً و مصلياً و مسلماً۔ انا بعدہ فقیر نے اس عجاہلہ نافعہ در سالہ مبارکہ
سستی حضورِ نبی (یا نور) کو من اولہ الی آخرہ بغور مطالعہ کیا ایک نوزانی
مجموعہ اور سرایا ایک گلدستہ آیات و احادیث پایا۔ جس میں اکابر محدثین و مفسرین
و اولیائے کاملین کی کتب سے چن چن کر پھول جمع کئے گئے ہیں۔ اور حضور پر نور
صلی اللہ علیہ وسلم کے نور ہونے کو آیات و احادیث صحیحہ و اقوال ہر گان دین
و ائمہ دین مجتہدین سے مدلل کیا گیا ہے۔ اس رسالہ کو پڑھنے سے ایمان میں
ترقی و اعزونی ہوتی ہے۔ اور پڑھتے پڑھتے طبیعت میں ایسا ذوق پیدا
ہوتا ہے۔ کہ کتاب چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ مولیٰ تعالیٰ فاضل مؤلف
کی سعی جمیل کو رَحْمَہٗ قبولیت بخشے۔ اور انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے
مناقب و فضائل بیان کرنے کا اس سے زیادہ شوق دے۔ اور اہل اسلام
خصوصاً اہلسنت و الجماعت کو مولانا قبلہ کی تحریر و تقریر سے فیضیاب کرے۔
آمین بجاہ بنیہ الکریمہ الرؤف الرحیم :

فقیر محمد عبدالرشید غفرلہ

باہتمام ایم۔ ایس قریشی مالک تعلیمی پریس سے طبع ہو کر مصنف محمد عبدالحق صاحب
کے ہودے والی تفصیل نارووال سے شائع کیا

مؤلف کتاب ہذا کی دیگر کتابیں !

بہارِ مدنیہ :- فقہ کلام صابر - اس میں پونے دو سو کے قریب فارسی -

اردو - پنجابی زبان میں فقہیں ہیں - قیمت ۸ روپے

پیارا دوستگیر :- اس کتاب میں حضورِ غوث الثقلین شیخ سید عبد القادر

جیلانی غوث الاعظم دستگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و کرامات گیارہ مشہور

اور مستند کتبوں کے چن کر جمع کر دیئے ہیں - جناب کی شانِ بلند کا اعلیٰ بیان

ہے - ۱۴ اکرامات درج ہیں - قیمت ۸ روپے

پیارا صدیق :- جناب ابو بکر صدیق و دیگر صحابہ پیارے رضوان اللہ علیہم اجمعین کے

فضائل اور شیعہ کے رد میں دلچسپ بیان ہے - قیمت ۶ روپے

پیارا نام :- سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام گرامی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

کے فضل و شرف کا نہایت عمدہ بیان ہے - قیمت ۴ روپے

معجزہ رد الشمس :- حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے دُوبا

ہوا سورج پھر لیٹ آیا - بعض نے اس پر انکار کیا - لہذا مستند کتب سے یہ

دافتہ صحیح ثابت کیا گیا ہے - قیمت ۲ روپے

اطاعت والدین :- عبادتِ الہی کے بعد حقوق العباد میں سب سے زیادہ

حق والدین کا ہے - آیات و احادیث سے واضح کیا گیا ہے - قیمت ... ارادہ

میں

۱) محمد عبد الحق صاحبِ موضع دودلوالی - ڈاکخانہ داؤد - تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ

۲) لوزی کتب خانہ بانسار حضرت وانا گنج بخش لاہور

۳) صفی میر حسن صاحب کتب ریل بانسار نارووال - ضلع سیالکوٹ

۴) کتب خانہ جامعہ رضویہ محبتنگ بانسار لائل پور

۵) مطبوعہ نقشبندی پرنس گرامین ڈسٹرکٹ سیالکوٹ (شہر)